فلا قراءة مع الامام في شيء من الصلوة ٩٢ هـ

الحمد لله که بهیه رسالۂ لطیفه خاص و عام معروف بین الانام باسم

درة النظام في منع القراءة خلف الامام على حقية مذهب الامام الهمام

سيل البنارسي

شا د طبع ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الصلوٰة افضل اركان الاسلام ؛ وامرنا بالاستماع والانصات حين قراءة الامام
في كلامه القديم بكمال الاهتمام ؛ فقال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا وهو العزيز
العلام ؛ والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد سيد الانام الذي قال بكيفيات قراءة الامام ؛
وقال من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام الكتاب فلم يصل الا وراء الامام ؛ وحكم وقال من كان
له امام فقراءة الامام له قراءة في جملة الاحكام ؛ وعلى آله وصحبه الذين اجمع منهم على ترك القراءة
خلف الامام ثمانون نفرا منهم الخلفاء العظام ؛ وعلى التابعين الراشدين منهم افضلهم وخيرهم
ابو حنيفة الامام الهمام ؛ الذي حدثنا مرفوعا من صلى خلف الامام فان قراءة الامام له
قراءة من حديث خاتم الانبياء الكرام ؛ وعلى تبع التابعين الذين شرحوا مسائل الدين منها مسئلة
ترك القراءة خلف الامام في زبرهم العظام ؛ وعلى تبع تبع التابعين الى يوم الدين من المقلدين
الخواص والعوام ؛ الذين لم يخرجوا من تقليد الائمة المجتهدين وقلدوا اقلادة التقليد في جيدهم
بالصدق تمام ؛ اما بعد فقير حقير سراپا تقصير بندهٔ ذليل محمد اسمٰعيل بنارسی حنفی تلميذ
مولانا ومقتدانا جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول عمدة المحققين اشرف الواعظين

فصیح اللسان صحیح البیان عالم لوذعی فاضل المعی حاجی حافظ قاری مولانا محمد **رضا علی** البنارسی
الحنفی الفاروقی القادری النقشبندی المجددی دام اللہ فیضہم الحنفی والجلی بھائی مسلمانون کی
خدمتمین عرض کرتا ہی کہ اس رسالہ موسومہ بدرۃ النظام فی منع قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام علے

تحقیق مذہب الامام الہمام کے تحریر کی کچھ حاجت نہ تھی اسوجہ سے کہ زمانہ سلف سے تا ایندم تمام
قدما و متاخرین اپنی کتب و رسائل مین بالاتفاق تحریر فرماتے آئی ہین کہ قرات خلف امام مکروہ تحریمی ہی و بعض
قائل الفساد نماز ہین مگر اندنون شہر بنارس مین بسبب بعض لوگون کے عوام الناس مین بہت اختلاف
اس مسئلہ مین پڑ گیا اگرچہ علمائے بنارس و اطراف مستعد دفع اس اختلاف کے ہین اور تالیف جدید
کرتے ہین مگر اکثر میری احباب نے اصرار کیا کہ جو تحقیق علمائے حنفیہ کی مدلل بدلائل قرآن و حدیث سے
لکھنا چاہیے پس حسب درخواست احباب حنفیہ کے قدری تحریر کرنا مناسب جانا واضح ہو کہ فقیر نے
سنہ ۱۲۸۶ھ مین اس مسئلہ خاص کو بمطالب باب محب کے چند کتب معتبرہ متون و شروح اور فتاوی سے
لکھکر شہر دہلی مین بخدمت شریف جناب مولانا نواب **قطب الدین خان** صاحب مہاجر فی
سبیل اللہ مغفور و مبرور کے ارسال کیا تھا اور جناب مولانا مرحوم نے مہر و دستخط اپنے اور جملہ علمائے
محققین مقلدین کے شہر مذکور سے حاصل فرما کر مرحمت فرمایا تھا وہ اصل استفتا میری پاس ہنوز موجود
ہی چنانچہ ملخصاً عبارت استفتا مع عبارت جواب و تصویب و تصحیح علمائے موصوفین کے آخر مین
اس رسالہ کے مرقوم ہی الغرض پھر اسکو مع توضیح موافق سوال سائلین کے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین
چند کتب معتبرہ مثل تفسیر معالم التنزیل[1] و تفسیر مدارک[2] و تفسیر حسینی[3] و تفسیر احمدی[4] و فتح المنان[5]
فی تائید مذہب النعمان و جامع البرکات[6] از شیخ عبد الحق محدث دہلوی و ارکان[7] اربعہ از مولنا
عبد العلی بحر العلوم و مسلم شریف[8] و بخاری شریف[9] و سنن ابن ماجہ[10] و سنن ابی داود[11] و سنن نسائی[12]
و سنن ترمذی[13] و کتاب اسماء الرجال[14] المسمی بتقریب التہذیب و موطا امام محمد[15] و موطا امام مالک[16] و
عینی[17] شرح بخاری شریف و رسالہ[18] منع قرات خلف امام از مولوی خرم علی بلہوری و شرح[19]
زرقانی بر موطا امام مالک و حلبی[20] معروف بکبیری شرح منیۃ المصلی و فتح القدیر[21] حاشیہ ہدایہ

و تبصیر العینین[22] و تحفہ اثنا عشریہ[23] از مولانا شاہ عبد العزیز و شرح مسلم[24] از علامہ نووی و
مقدمہ مشکوۃ[25] از شیخ عبد الحق محدث دہلوی و کشف الغمہ[26] عن جمیع الامہ از عبد الوہاب شعرانی
و رسالہ الدلیل القوی[27] علی ترک القراءۃ للمقتدی از مولوی احمد علی محدث سہارنپوری و
منح الغفار[28] شرح تنویر الابصار و مرقاۃ[29] حاشیہ مشکوۃ و شرح شرح[30] نخبۃ الفکر از ملا علی قاری
و زیلعی[31] شرح الکنز و رسالہ[32] منع قرارت از مولوی نذیر حسین سورجگڈھی و غرۃ[33] المنیفۃ فی ترجیح مذہب
ابی حنیفہ ترجمہ عربی از کتاب فارسی علامہ فخر الدین رازی و در المختار[34] و شامی[35] حاشیہ در المختار
و طحطاوی[36] حاشیہ دیگر بر در المختار و جامع[37] الرموز و ہدایہ[38] و قدوری[39] و کنز[40] الدقائق و ملتقی[41] الابحر و
مختصر[42] الوقایہ و شرح[43] وقایہ و چلپی[44] حاشیہ شرح وقایہ و فتاوی[45] سراجیہ و فتاوی[46] قاضیخان
و فتاوی[47] سراج المنیر و تفسیر[48] مظہری و ما لا بد[49] از قاضی ثناء اللہ پانیپتی و فتاوی[50] برہنہ و مجموعہ[51]
سلطانی و صلوٰۃ مسعودی وغیرہ سے انتخاب کر کے بقصد رفاہ عوام لعبارات آسان تحریر کیا
مشتمل اوپر پانچ فصلوں کے **فصل اول** مین اثبات ترک قرارت خلف امام بآیہ کلام اللہ **فصل**
دوم مین ذکر احادیث ترک قرارت خلف امام **فصل سوم** مین بیان عمل اور فتوی اصحابہ
کرام کا **فصل چہارم** مین احادیث متمسکہ شافعین مع توضیح جواب **فصل پنجم** مین عبارات
کتب فقہ درباب منع قرارت خلف الامام اللّٰہم ثبتنا علی صراط مستقیم بحرمۃ النبی الامی
وآلہ وصحبہ اجمعین فہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الرحیم الودود +

السوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ حنفی کو پڑھنا سورہ فاتحہ کا خلف امام موافق تحقیق حضرت
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرات علماء حنفیہ رحمہم اللہ کے ثابت ہے یا نہیں کتب معتبرہ سے بیان فرماوین

الجواب وہو الموفق والمعین

پڑھنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو خلف امام حسب تحقیق حضرت امامنا و مقتدانا امام اعظم فخر عالم
حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علماء حنفیہ کے مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض قائل

بفساد نماز ہین کما ہو موجود فے الکتب پس مقتدی بجز استماع اور سکوت کے قرات نکرے
خواہ نماز جہری ہو خواہ سری اور ادلہ علمار حنفیہ رحمہم اللہ کے آیہ کلام اللہ اور حدیث رسول
اللہ اور آثار صحابہ سے کتب معتبرہ مین موجود ہین صاحب علم اس سے خوب واقف ہین کہ کیسے کیسے
علمار محدثین اور فقہار معتبرین اپنی کتب ورسائل مین زمانہ سلف سے آجتک تحریر فرماتے آئے
ہین کہ مقتدی خلف امام سورہ فاتحہ نہ پڑھے اگر پڑھیگا موافق تحقیق علمار موصوفین کے گنہگار ہوگا

فصل اول در ذکر ترک قرات خلف امام بہ نص آیہ کلام ربانی

فرمایا اللہ جلشانہ نے آخر سورہ اعراف مین واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون ترجمہ جب پڑہا جاوے قرآن پس سنو اوسکو اور چپکے رہو شاید کہ تم رحم کیے جاؤ
علامہ بغوی علیہ الرحمۃ تفسیر معالم التنزیل مین شان نزول اس آیہ مجید کی اسطور پر تحریر فرماتے
ہین اختلفوا فے سبب نزول ہذہ الآیۃ فذہب جماعۃ الی انہا فی القراءۃ فے الصلوۃ
یعنی اختلاف کیا مفسرین نے بیچ سبب نازل ہونے اس آیۃ مجید کے پس گئی ایکجماعت
مفسرین طرف اس تحقیق کے کہ نازل ہوئی یہ آیت قرات کرنے مین بیچ نماز کے یعنی نماز مین لوگ
خلف امام قرات کرتے تھے اسکی ممانعت مین نازل ہوئی اور بعد بیان اختلاف کے فرمایا
والاول اولیہا وہو انہا فے القراءۃ فے الصلوۃ یعنی قول اول اولے ہے کہ یہہ آیہ
نازل ہوئی قرات کرنے نماز مین اور بعد چند سطر کے فرمایا ذہب قوم الی انہ لا یقرأ سواء
اسر الامام او جہر یروی ذلک عن جابر وبہ قال الثوری واصحاب الرای وتمسک من لا یرے
القراۃ خلف الامام بظاہر ہذہ الآیۃ یعنی گئی ایک جماعت مفسرین اس جانب کہ نہ قرات
کرے مقتدی مساوی ہے کہ پوشیدہ پڑھے امام یا جہر روایت کی گئی یہہ حضرت جابر صحابی
سے اور موافق اسکے فرمایا سفیان ثوری اور اصحاب رای نے اور تمسک پکڑتے ہین وہ
لوگ کہ نہین ثابت ہے نزدیک اونکے قرات خلف امام بظاہر اسی آیہ کے انتہی ما فی المعالم
اور تفسیر مدارک مین آیہ مذکور کے ذیل مین لکھا ہے مرقوم وجمہور الصحابۃ رض علی انہ فی استماع المؤتم

یعنے جمہور صحابہ کا اتفاق اس امر پر ہے کہ یہ آیت بیچ استماع موتم کے نازل ہوئی اور مولانا
کمال الدین حسین کاشفی تفسیر حسینی مین تحریر فرماتے ہین وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ وچون خوانده شود
قرآن در نماز فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ پس بشنوید مر آنرا وَاَنْصِتُوْا وخاموش باشید وبا امام تلاوت مکنید
لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ شاید که رحم کرده شوید انتہی وہکذا فی التفسیر الاحمدی اور عمدة المحققین زبدة المحدثین
حضرت مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ جنکی تحقیق نزدیک علماء عرب وعجم کے کالشمس
فی نصف النہار روشن ہے وہ اپنی کتاب فتح المنان فی تائید مذہب النعمان مین تحریر فرماتے
ہین ذہب ابو حنیفہ رح الی انہ لا یقرء فی السریۃ ولا فی الجہریۃ لقولہ تعالی وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ وروی البیہقی انہ قال اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ فی
الصلوۃ وقیل ہذا ماثور عن ثمانین نفرا من الصحابۃ منہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ رضی اللہ
عنہم اجمعین انتہی یعنے حضرت مولانا موصوف فرماتے ہین کہ تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح
کی یہہ ہے کہ نہ قرارت کرے مقتدی سورہ فاتحہ خواہ نماز سری ہو خواہ جہری موافق قول جناب باری
عز اسمہ کے یعنی وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور روایت کی بیہقی نے کہ
اتفاق ہے تمام مفسرین کا اس امر مین کہ نازل ہوئی یہہ آیت درباب نماز کے اور کہا گیا کہ یہہ منقول
ہے یعنی عدم قرارۃ خلف امام اسی نفر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے از انجملہ حضرت
خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہین اور مولانا عبد العلی بحر العلوم کہ جنکے علم و
تحقیق کا تبحر بین العلماء اظہر من الشمس ہے ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین حجتنا ثانیا
قولہ تعالی وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ قال احمد اتفقوا
علی انہ نزل فی الصلوۃ وعن مجاہد کان علیہ الصلوۃ والسلام یقرء فی الصلوۃ فسمع فتے
من الانصار فنزل وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی مولانا
موصوف ومبرور نے حجت ثانیہ عدم قرارت خلف امام مین آیہ مذکورہ تحریر فرمایا اور کہا
کہ فرمایا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق ہے تمام مفسرین کا کہ یہہ آیہ نازل

ہوئی درباب نماز کے اور مجاہد سے مروی ہی کہ تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرارت کرتے ۔ نماز مین پس سُنی آپ نے قرارت ایک جوان انصاری سے اُسوقت نازل ہوئی آیۃ وَاِذَا قُرِیَٔ القُرانُ الخ

فصل دوم در ذکر ترک قرارت خلف امام باحادیث صحیحہ

واضح ہو کہ علاوہ اسکے حدیث رسول اللہ صلعم تفسیر آیۃ مذکورہ کے موجود ہی کما رواہ مسلم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَطَبنا فبیّنَ لنا سنّتنا وعلّمنا صلٰوتنا فقالَ اِذَا صَلَّیتُم فَاَقِیمُوا صُفُوفَکُم ثم لیؤمّکم احدُکم فاذا کبّر فکبّروا واذا قالَ ولا الضالین فقولوا آمین یُجِبکُم اللہ فاذا کبّر ورکع فکبّروا وارکعوا فانّ الامامَ یرکع قبلکم ویرفع قبلکم الحدیث وفی روایۃ واِذا قرأ فَانصِتُوا یعنے صحیح مسلم مین حضرت ابوموسی اشعری رض سے مروی ہی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس بیان کیا واسطے ہماری طریقہ سنت اور تعلیم فرمائی نماز ہم لوگونکو پس فرمایا جسوقت نماز پڑھو تم سب پس سیدہی کرو صفین اپنی پھر چاہیے کہ امام ہو ایک شخص تم مین سے پس جب اللہ اکبر کہی تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب ولا الضالین کہی تو تم سب آمین کہو دوست رکہی گا تمکو اللہ پس جب اللہ اکبر کہی اور رکوع کری پس تم سب اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو پس تحقیق امام رکوع کرتا ہی قبل تمہاری اور رفع کرتا ہی قبل تمہاری اور ایک روایت مین صحیح مسلم کی اسقدر زیادہ ہی کہ جب قرارت کرے امام پس چپ رہو تم سب اور کہا مسلم نے عندی صحیح یعنی لفظ وَاِذَا قرأ فَانصِتُوا صاحب مسلم کے نزدیک صحیح ہی حاصل یہہ کہ اِس حدیث مین تعلیم فرمانا نماز کا آنحضرت صلعم سے بتاکید ثابت ہوا اور اس تعلیم مین تکبیر تحریمہ سے رکوع تک مقتدی کو قرارت تعلیم نفرمائی اگر واجب ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے بلکہ وَاِذَا قَرَ فَانصِتُوا سے ممانعت ظاہر ہی لہذا علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی مین تحریر فرماتے ہین کہ ہماری دلیل ممانعت قرأۃ مین منجملہ احادیث کے یہہ ہی اِذَا صَلَّیتُم فَاَقِیمُوا صُفُوفَکُم الخ وفی سنن ابن ماجہ حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ حدثنا ابوخالد الاحمر عن ابن عجلان عن زید

بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیہم و
لا الضالین فقولوا آمین الخ یعنی صاحب سنن ابن ماجہ اس حدیث کو مرفوعاً اس طریق
سے روایت کرتے ہین کہ حدیث بیان کی ہمسی ابوبکر ابن شیبہ نے اور انھون نے
کہا کہ حدیث کی ہم سی ابوخالد احمر نے انھون نے ابن عجلان سی انہون نے زید بن اسلم سی
اور وہ ابو صالح سی وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی فرمایا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوای اسکے نہین کہ مقرر کیا گیا امام تاکہ اقتدا کیجاوی ساتھ اسکے
پس جب اللہ اکبر کہی تو تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت کری تو تم سب چپکے رہو اور جب
ولا الضالین کہی تو آمین کہو پس بموافق حدیث مسلم اور ابن ماجہ کے صاف ظاہر ہے کہ مابین
تکبیر تحریمہ اور ولا الضالین کے مقتدی قرارت نکری اور رواۃ اسکے ثقاہت وعدالت مین
نزدیک حضرات محدثین کے نہایت معتبر ہین چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے
ہین ابوبکر بن ابی شیبۃ الکوفی ثقۃ حافظ صاحب التصانیف من العاشرۃ مات سنۃ
خمس وثمانین ومائتین یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی ثقہ حافظ حدیث صاحب تصانیف
ہین طبقہ عاشرہ سی انتقال کیا ۲۸۵ سنہ مین اور احوال ابوخالد احمر کا یہ ہی کہ ابوخالد
کنیت ہی نام انکا سلیمان ابن حیان ہی ثقاہت و امانت مین نہایت ممتاز ہین کہ بخاری
او مسلم وغیرہ ایک جماعت ائمہ محدثین نے انکی روایت کو اختیار کیا کما قال العینی
فی شرح البخاری اما ابوخالد فقد اخرج منہ الجماعۃ کما ذکرنا وقال ابو اسحق بن ابراھیم
سالت وکیعاً فقال واین ابوخالد ممن یسأل عنہ وقال ابوہشام الرفاعی ثنا ابوخالد
الاحمر الثقۃ الامین انتہی ما فی شرح البخاری یعنی علامہ عینی فرماتے ہین کہ نقل کیا
حدیث کو ابوخالد سے ایک جماعت ائمہ محدثین نے اور کہا ابو اسحق بن ابراہیم نے
دریافت کیا مین نے وکیع سی حال ابوخالد کا فرمایا انھون نے کہان ابوخالد اور کہان

وہ لوگ ہیں جنکا حال دریافت کیا جاوی یعنی نہایت ثقہ ہی کچھ حاجت دریافت کی نہین اور کہا ابوہشام رفاعی نے حدیث کی ہم سے ابوخالد احمر ثقہ امین نے اور ابن عجلان کہ نام انکا محمد ہی انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین محمد بن عجلان صدوق یعنی نہایت راستگو ہین اور زید ابن اسلم کی صداقت مین علامہ موصوف فرماتے ہین زید بن اسلم العدوی المدنی ثقۃ عالم یعنی زید ابن اسلم عدوی مدنی نہایت معتمد اور عالم ہین اور ابوصالح بھی علی ہذا القیاس نہایت معتمد ہین انتہی ما فی التقریب اور ابوہریرہ کی بزرگی تو ہر خاص وعام پر ظاہر ہی کہ صحابی مشہور کثیر الروایت ہین اور سنن نسائی مین دو روایت اس مضمون کی موجود ہین روایت اول مین جمیع رواۃ ابن ماجہ سے کہ جنکی روایت مذکور ہی

حدیث روایت کیا اور ثانی مین یون روایت کی اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک حدثنا محمد بن سعد الانصاری قال حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا الیس علاوہ رواۃ مذکورین کے دو راوی اَور ہین اور ہین اول محمد بن عبد اللہ ابن المبارک جنکو علامہ ابن حجر فرماتے ہین محمد بن عبد اللہ بن المبارک المخزومی ثقۃ حافظ اور ثانی محمد بن سعد الانصاری صدوق یعنی محمد بن عبد اللہ نہایت معتمد حافظ حدیث ہین اور محمد بن سعد الانصاری بھی علی ہذا القیاس از حد راستگو ہین انتہی ما فی التقریب

ف بالجملہ حدیث صحیح مذکور سے بدرجہ اتم ظاہر ہی کہ مقتدی بجز سکوت کے قرارت نکری لہذا مولانا خرم علی محدث بلہوری اپنی رسالہ منع قرارت خلف امام مین ترقیم فرماتے ہین کہ یہہ حدیث تفسیر آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَنْصِتُوا کی ہے یعنی فاستمعوا اذا جہر وانصتوا اذا خافت والا یلزم التکرار انتہی

سوال اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خدشہ گذری کہ اس روایت مین لفظ واذا قرأ فانصتوا حدیث مین محفوظ نہین ہی جیسا کہ کہا ابوداود نے قولہ وانصتوا لیس بمحفوظ کہ یہہ خطا ابوخالد کی ہی جو راوی اس حدیث

جواب

کاہی جواب اسکا یہہ ہی کہ علامہ عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین اس لفظ کو بدرجہ
اتم صحت کو پوہنچا کر معترضین کے قول کو رد کیا اور بعد اوسکے فرمایا عن ابن حنبل انہ
صَحَّحَ الحدیثان یعنی حدیث ابی موسی وحدیث ابیہریرۃ والعجب من ابی داؤد انّہ
نَسَبَ الوہم الی ابی خالدٍ وہو ثقۃٌ بلاشکٍ انتہی مافی العینی یعنی امام احمد حنبل سی مروی
ہی کہ دونو حدیثین صحیح ہین اول ابوموسی اشعری کی جو مسلم نے روایت کی اور ثانی جو
ابن ماجہ اور نسائی نے ابوہریرہ سی روایت کی اور نہایت تعجب ہی ابوداؤد سے کہ
انھون نے نسبت کی وہم کی طرف ابوخالد کے اور حال یہہ ہی کہ وہ بلاشک ثقہ ہین
اور جناب مولانا پھلوری موصوف اپنی رسالہ مین تحریر فرماتے ہین ملخص اسکا یہہ ہی کہ منذری
نے مختصر مین اس قول کو یعنی قول ابوداؤد کو رد کیا اور فرمایا کہ ابوخالد کنیت سلیمان بن
حیان کی ہی جو عمدہ ثقات رواۃ سی ہی کہ بخاری اور مسلم نے اونکی روایت کے ساتھہ حجت
پکڑی مع ہذا ابوخالد احمر اس روایت مین منفرد نہین بلکہ محمد بن سعد الانصاری بھی اس
روایت مین ہمعنان اسکا ہی چنانچہ نسائی مین دونو روایت موجود ہین من شاء فلینظر الیہ
اور علاوہ اسکے ابن خزیمہ نے بھی تصحیح اس حدیث کی مع لفظ فَأَنْصِتُوا کے کی ہی پس
طعن طاعن ساقط الاعتبار ہی انتہی اور علامہ ابراہیم حلبی شرح منیۃ المصلی مین تحریر
فرماتے ہین ولا یلتفتُ الی تضعیفِ ابی داؤد وغیرہ لہذہ الزیادۃ بعد صحّۃ طریقہا وثقۃِ
راویہا انتہی وکذا فی فتح القدیر۔ یعنی نہین خیال کیا جاویگا طرف ضعیف کہنے ابوداؤد
وغیرہ کے لفظ وَاِذَا قَرَءَ فَأَنْصِتُوا کو بعد صحت پونہچنے اوسکے طریق کے اور ثقہ ہونے
راوی اوسکے کے اور مانند اسکے فتح القدیر مین ہی اور مولانا بشیر الدین احمد بہاری
تبصیر العینین مین لکھتی ہین ہٰذا مسلم جبلٌ من جبال ائمۃ الحدیث واہل النقل حکم بصحّۃ
ہٰذا الحدیث وقد اَیَّدَتہٗ اٰیۃٌ یعنی صاحب مسلم نے جو ایک پہاڑ ہی پہاڑون ائمہ حدیث اور
اہل نقل سی حکم کیا ساتھہ صحیح ہونے اس حدیث کے اور تحقیق تائید اسکی آیہ کریمہ اِذَا قُرِئَ

ف

القرآن فاستمعوا له وانصتوا انتہی ما فی التبصیر پس ہرگاہ ایسے ایسے علماء مشاہیر
اسکی صحت مین شاہد ہین تو پہر اسکی تصحیح مین کیا کلام خلاصة المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور
آیۂ مذکورہ سے عدم قرارت خلف امام بہردوحال ثابت ہی اور سوای اسکے وہ حدیث جو
ای سرا و جہرا ۱۲ اشنہ
سنن ابن ماجہ مین بروایت جابر بن عبد اللہ مروی ہی اس سی قرارت ماموم کی بمعرفت
قرارت امام مثبت ہی عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
کان له امام فان قراءة الامام له قراءة یعنی سنن ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ سی مروی
ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اوسکے واسطے امام ہو تو قرارت
امام کی بعینہ قرارت اسکی ہی اسکو اپنی زبان سی پڑھنا ضرور نہین کیونکہ باوجود حاصل
ہونے قرارت کے اگر پھر مقتدی نے قرارت کی تو اسکی جانب سی دو قرارت حاصل
ہونگی او امام کی ایک اور یہہ صورت غیر معہود ہی کما فی الارکان الاربعہ وحجتنا ان
قراءة الامام قراءة له بالنص فلو قرأ المقتدی لزم له قراءتان وهو غیر معهود فی الشرع
اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث من کان له امام جو ابن ماجہ سی منقول ہی اسکی رواۃ مین
ایک شخص جابر جعفی رافضی ہے کہ اسکا رفض مسلم وغیرہ سی ظاہر ہی پس یہہ روایت قابل
استدلال نہین جواب اسکا یہہ ہی کہ جابر جعفی اس روایت مین منفرد نہین بلکہ اوسکے
ساتھہ ابو زبیر بھی موجود ہین من شک فلینظر ثمہ پس جابر جعفی کا اس روایت مین عدم
وجود مساوی ہی لہذا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ مین
تحریر فرماتے ہین ملخص اسکا یہہ ہی کہ ترمذی وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ نے روایت
جابر جعفی کو ساتھہ متابعات اور شواہد کے قبول کیا اور جس روایت مین وہ منفرد ہی اسکو
رد کیا پس اس روایت مین ابو زبیر جبکہ اسکا متابع اور شاہد موجود ہے کہ جسکی روایت
مسلم وغیرہ نے اختیار کی کیونکر ساقط الاعتبار ہوگی علاوہ اس کے حدیث کے طرق
متعدد ہین ایک جماعت صحابہ کرام نے اسکو روایت کیا مثل جابر بن عبد اللہ وابن

اور ہماری دلیل یہہ ہے کہ قرارت امام کی قرارت مقتدی کی ہی نص کی ... مقتدی ہی قرارت کریگا تو اسکی دو قراتین لازم ہونگی اور دو قراتین شرع مین ثابت نہین ۱۲

سوال

جواب

قول مولانا عبد العزیز قدس سرہ ۱۲

عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے چنانچہ روایت جابر بن عبد اللہ کی ابن ماجہ نے نقل کی من کان لہ امام الخ اور روایت ابو سعید کی طبرانی نے اوسط مین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امامٌ فقراءتہ لہ قراءۃٌ اور روایت ابی ہریرہؓ کو طبرانی نے اپنی سنن مین ذکر کیا من کان لہ امامٌ فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ اور روایت ابن عباس کی دار قطنی نے روایت کی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکفیک قراءۃ الامام خافت او جہر اور روایت انس بن مالک کی ابن حبان نے نقل کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امامٌ فقراءۃ الامام لہ قراءۃٌ کذا فے العینی شرح البخاری الغرض یہہ حدیث اگرچہ بجہت بعض رواۃ کے فی نفسہ ضعیف ہی ولیکن بباعث کثرت طرق کے درجہ کمال صحت کو پہونچی لہذا مولانا بحر العلوم ارکان اربعہ مین لکھتے ہین اسناد حدیث من کان لہ امامٌ الخ اقوی من اسناد عبادۃ بن الصامت انتہی یعنی اسناد حدیث من کان لہ امام الخ کے قوی زیادہ ہی اسناد عبادہ بن صامت سی اور سویا اسکے وہ حدیث ہی جو امام محمد نے موطا مین حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سی مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی جمیع رواۃ اسکی ثقاہت اور بزرگی مین بخاری او مسلم کی شرط پر پائی گئی قال محمد بن الحسن فی موطائہ ثنا ابو حنیفۃ ثنا ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃٌ یعنے امام محمد نے اپنی موطا مین فرمایا کہ حدیث بیان کی ہم سی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اونھون نے ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ سی اونھون نے عبد اللہ بن شداد بن الہاد سے اونھون نے جابر بن عبد اللہ سی اونہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرمایا آپ نے جس شخص نے اقتدا کی خلف امام پس تحقیق قراءت امام کی عین قراءت اسکی ہی پس جبکہ بارشاد نبی صلعم قراءت ماموم بذریعہ امام ثابت ہوئی تو پھر قراءت کرنا ماموم کا ایک امر

حدیث | حدیث | حدیث | حدیث

یعنی یہ حدیث کہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے بہ اسناد قوی ثابت ہے ۱۲

حدیث سوم

مروی امام محمد عن ابی حنیفہ ۱۲

نزدیک سے ہوگا اب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمانا چاہیئے پس امام محمد اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کی ثقاہت اور جلالت تو نزدیک فقہا اور محدثین کے بالاتفاق ثابت ہے کچھ حاجت تحریر نہین اور ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشہ انکی نسبت علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین موسی بن ابی عائشہ الہمدانی بسکون المیم مولاہم ابوالحسن الکوفی ثقۃ عابد من الخامسۃ یعنی موسی بن ابی عائشہ ابوالحسن کوفی ہے نہایت معتمد اور عابد راویوں مین درجہ دوم اور طبقہ پنجم سے ہین پس علامہ موصوف تو انکی توثیق اس صفت سے کرتے ہین کمال تعجب ہے ان صاحب کے حال پر کہ ایسے معتمد مشہور راوی کو جہالت بالغرض خاص اپنے کسی مطلب کے لکھا کہ ہر طریق مین ابوالحسن کوفی پڑے ہوئے ہین جنکو علامہ ابن حجر مجہول کہتے ہین کما قال ابوالحسن الکوفی مجہول - یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ ابوالحسن کس طبقہ مین ہے اور روایت اسکی کس کتاب مین مروی ہے حالانکہ یہہ ابوالحسن کوفی مجہول طبقہ سادسہ مین ہے چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہین ابوالحسن الکوفی مجہول من السادسۃ انتہی یعنی یہہ ابوالحسن کوفی مجہول چھٹے طبقہ مین ہے اور اسکے نام پر رمز حرف د مرقوم ہے اشارہ اسمین یہہ ہے کہ ابوداؤد نے اسکی روایت اپنے سنن مین داخل کی اور وہ ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشہ مشہور و معروف جنسے حضرت ابوحنیفہ رح نے روایت کی وہ طبقہ پنجم مین نہایت جلیل القدر راوی ہین انکے نام پر رمز حرف ع مرقوم ہے اشارہ یہہ ہے کہ صحاح اور علاوہ صحاح کے اور ائمہ محدثین نے بھی انکی روایت کو اپنی کتاب مین داخل کیا اگر یہہ کہین کہ ارسال کرتے تھے جیساکہ علامہ موصوف فرماتے ہین کان یرسل پس جواب اسکا یہہ ہے کہ اس روایت مین ارسال نہین کیا اور اگر بالفرض یہہ روایت مرسل بھی ہوتی تو ایسے راوی کا ارسال نزدیک محققین کے صحیح ہے کما قال النووی فی شرح المسلم ذہب مالک وابوحنیفہ و احمد واکثر الفقہاء الی جواز الاحتجاج بالمرسل یعنی امام مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کی رای یہہ ہے کہ جائز ہے حجت ساتھہ حدیث مرسل کے کذا قال الشیخ الدہلوی

فی مقدمۃ المشکوۃ - پس جبکہ ابو الحسن موسی ابن عائیشہ کی فضیلت و امانت نزدیک محدثین کے ثابت ہوئی تو پھر اُس ابو الحسن کو فی مجہول سی کیا نسبت فتامل ولاتکن من الغافلین اور عبد اللہ بن شداد ابن الہاد مدنی زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین پیدا ہوئی ذکر کیا انکو عجلی نے کبار تابعین ثقات سی اور تھی شمار کیے گئے بیچ فقہا کے اور جابر بن عبد اللہ صحابی ابن صحابی ہین اٹھارہ جہاد مین کافرون سی مقابلہ کیا اور خوب لڑے انتہی ما فی التقریب اور اس حدیث کو مرفوعاً و مرسلاً بکثرت ائمہ محدثین نے اپنی کتب مین نقل کیا چنانچہ دارقطنی نے اپنے سنن مین اور طبرانی نے معجم اوسط مین اور امام احمد حنبل نے اپنے مسند مین مرفوعاً روایت کیا اور اس حدیث کے وجہ ورود مین ایک قصہ واقع ہوا چنانچہ قدوۃ الانام کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ حلبی نے شرح منیۃ المصلی مین بروایت حاکم مرفوعاً نقل کیا ملخص اُسکا یہ ہے کہ ایکروز آنحضرت صلعم مع جماعت صحابہ کرام نماز ادا فرماتے تھی منجملہ صحابہ کرام کے ایک شخص نے پیچھے آپکے قرارت کی پس ایک صحابی کو معلوم ہوا انھون نے باشارت ممانعت کی مگر باز نرہا بعد فارغ ہونے کے اُس منع کرنیوالیکے پاس آیا اور کہا کہ تو منع کرتا ہی قرارت خلف رسول اللہ صلعم سی پس باہم دونومین نزاع ہونے لگی یہانتک کہ یہہ مقدمہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہوا اُسوقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا - مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی اُس پڑہنیوالے کو آپنے البتہ سمجھا دیا کہ جو شخص مقتدی ہو اسکو بذریعہ امام قرارت حاصل ہوئی قال ابو حنیفہ رح اِنَّ ذٰلِکَ کَانَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ فرمایا امام ابو حنیفہ رح نے بیشک یہہ معاملہ ظہر یا عصر مین واقع ہوا پس معلوم ہوا کہ یہہ حدیث در باب نماز سریہ کے ارشاد ہوئی لہذا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ اور جملہ علمائے حنفیہ مطلق قرارت خلف امام سی منع فرماتے آئے اسوجہ سے کہ احادیث در باب سکوت موتم نماز جہریہ اور سریہ دونومین پائی گئی کما مر اور علاوہ احادیث مرفوعہ کے

اسبابمین کتب صحاح اور غیر صحاح مین حدیثین موجود ہین من شاء فلینظر فی کتب الاحادیث

فصل سوم در ذکر ترک قرات خلف امام بدلیل عمل و فتوی صحابہ کرام کے

واضح ہو کہ سوا اِس کے ایک جماعت صحابہ کرام نے ترک قرارت خلف امام مین فتویٰ دیا اور ممانعت مین تاکید بلیغ فرمائی کما قال قاضی ثناء اللہ پانی پتی فی تفسیر المظہری رُوِیَ عن جماعةٍ من الصحابة ترکُ القراءة خلفَ الامام انتہی یعنی قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کی گئی ایک جماعت صحابہ کرام سے نہ قرارت کرنی پیچھے امام کے انتہی وعن ابی نُعَیم وہب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ یقول مَن صلی رکعةً لم یقرأ فیہا بِاُمِّ القرآن فلم یُصلِّ الّا وراءَ الامام رواہ مالکؒ فی الموطاء والترمذی فی سُننہ یعنی امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسیٰ ترمذی اپنی سنن مین بروایت ابو نعیم وہب بن کیسان فرماتے ہین کہ سُنا وہب نے جابر بن عبداللہ سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھی اسمین سورہ فاتحہ پس گویا نماز ہی نہین پڑھی یعنی نماز اُسکی ناقص ہی مگر پیچھے امام کے یعنی یہہ حکم منفرد اور امام کے حق مین وارد ہی نہ مقتدی کے حق مین لہذا علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین الا وراء الامام فقد تمت صلوتہ لانہا لاتجب علی الماموم مگر پیچھے امام کے جسنے اقتدا کی اُسنے نماز پڑھی یعنی جبکہ امام نے قرارت کی تو عین قراءۃ مقتدی کی ہوئی اور اُسکی نماز ہوگئی پس اسمین یہہ امر ثابت ہوا کہ قراءۃ مقتدی کو واجب نہین ؛

فائدہ باوجودیکہ علامہ زرقانی حنفی نہین ہی اوس کے قول سے بھی وجوب قرارت خلف امام ثابت نہین ہوا اور مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری شاگرد رشید مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رسالہ الدلیل القوی مین تحریر فرماتے ہین پس ازین آثار و اخبار صادقہ بوضوح پیوست کہ اتفاق عامہ صحابہ و تابعین و غیرہ برین ست کہ قراءۃ خلف امام یعنی فاتحہ یا بغیر آن در صلوۃ سریہ باشد یا جہریہ اصلا نباید خواند و ہمین ست مذہب صحابہ رضوان اللہ علیہم جمہور انتہی اور مثل روایت حضرت جابر کے کشف الغمہ عن جمیع الامۃ صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ مصر مین حدیث بروایت ابن عباس سے وہی

قال ابن عباس رض کان رسول اللہ صلعم یقول من صلی رکعۃ لم یقرا فیہا بام الکتاب فلم یصل
الا وراء الامام الغرض اس سے بھی قرارت فاتحہ خلف امام ثابت نہیں بلکہ ممانعت ثابت ہے
وقال العینی رح فی شرح البخاری قلت روی عبدالرزاق فی مصنفہ اخبرنی موسی بن عقبۃ ان رسول اللہ
صلعم وابابکر وعمر وعثمان کانوا ینہون عن القراءۃ خلف الامام یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری
مین تحریر فرماتے ہین کہ کہتا ہون مین روایت کی عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین خبر دی مجکو موسے
بن عقبہ نے کہ بیشک رسول خدا صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم منع کرتے
تھے قرارت خلف امام سے انتہی وعن نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرا احد
خلف الامام قال اذا صلی خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرء قال
وکان عبداللہ بن عمر لا یقرا خلف الامام رواہ مالک فی الموطا۔ امام مالک ع نافع رض سے
روایت کرتے ہین فرمایا نافع نے کہ بیشک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جسوقت سوال کیے
جاتے تھے کہ آیا قرارت کرے کوئی شخص خلف امام تو فرماتے کہ جب پڑھے پیچھے امام کے پس
کفایت ہے اسکو پڑھنا امام کا اور جب تنہا نماز پڑھے پس چاہیے کہ ضرور قرارت کرے فرمایا
نافع نے کہ عبداللہ بن عمر نہین قرارت کرتے تھے پیچھے امام کے علامہ زرقانی رح اسکی
شرح مین تحریر فرماتے ہین فعلم ان وجوبہا عندہ علی الامام والمنفرد پس معلوم کیا گیا اس
سے واجب ہونا قرارت کا نزدیک عبداللہ بن عمر رض کے امام اور منفرد پر ایضا فیہ
قال ابن عبدالبر ظاہر ہذا انہ لا یری القراءۃ فی سر الامام ولا فی جہرہ انتہی ما فی الزرقانی
اور بھی علامہ زرقانی شرح مذکور مین لکھتے ہین کہ فرمایا ابن عبدالبر نے ظاہر اس قول کا
یہہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کے نزدیک نہین ثابت ہوا قرارت کرنا مقتدی کا نماز سریہ اور جہریہ
دونو مین خلاصہ یہہ کہ اس روایت سے فتوی اور عمل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عدم قرارت
خلف امام پر دال ہے پس جبکہ ایسے جلیل القدر صحابی ہونے باوجود اتباع سنت خلف امام قرارۃ
نکی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرارت خلف امام خلاف سنت ہے پس واجب تو کیا اگر سنت

كذا في الدليل القوي مولوي احمد علي صاحب نقوري سلمہ

حدیث

بلکہ مستحب بھی ہوتا تو ہرگز ترک نفرماتے اور تصحیح اس روایت کی حضرات محدثین کو بدرجۂ اتم
پونھچی چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین قال البخاری اصح الاسانید کلہا مالک
عن نافع عن ابن عمر یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صحیح تر اسناد وہ ہی جو امام
مالک نے نافع سے اور اونھون نے ابن عمر رض سے روایت کی پس یہہ روایت ابن عمر رض
کی جسکو امام مالک رح نے اپنی موطا مین نقل کی بقول امام بخاری علیہ الرحمۃ نہایت صحت کو
پونھچی کہ جس سے عدم قرارت خلف امام ثابت ہوا بالجملہ صحابہ کرام کو حدیث رسول اکرم صلعم
درباب منع قرارت خلف امام بکثرت پونھچی لہذا تارک اس فعل کے ہوئے اور ممانعت مین تاکید بلیغ
فرمائی یہانتک کہ حضرات محدثین نے اسی نفر مشاہیر صحابہ کرام کو بالتعیین شمار کیا کما قال العینی
فی شرح البخاری قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضی والعبادلۃ
الثلثۃ واسامیہم عند اہل الحدیث فکان اتفاقہم بمنزلۃ الاجماع یعنی علامہ عینی شرح صحیح بخاری
مین تحریر فرماتے ہین کہ بتحقیق مروی ہی منع قرارت خلف امام اسی نفر بزرگ ترین اصحاب نبی
صلعم سے ازانجملہ حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود
ہین رضی اللہ عنہم اجمعین پس اسقدر جماعت کثیر صحابہ کرام کا متفق ہونا بمنزلہ اجماع کے
ہی وایضا فیہ ذکر الشیخ الامام عبداللہ بن یعقوب الحارثی السبذمونی فی کتاب کشف الاسرار
عن عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ قال کان عشرۃ من اصحاب النبی علیہ السلام ینہون عن
القراءۃ خلف الامام اشد النہی ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب
وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وزید بن ثابت وعبداللہ
بن عمر وعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور بھی علامہ موصوف اسی شرح بخاری مین لکھتی
ہین کہ ذکر کیا شیخ الامام عبداللہ بن یعقوب حارثی سبذمونی نے کتاب کشف الاسرار مین
بروایت عبداللہ بن زید بن اسلم اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ دس اصحاب نبی صلعم
کے منع کرتے تھی قرارت خلف امام سے بشدت تمام وہ صحابہ کرام یہہ ہین ابوبکر اور عمر اور

روایت منع قرارت خلف امام از خلفاء راشدین

عثمان اور علی اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین آور راوی اسکے یعنی عبداللہ بن زید آور زید بن اسلم ثقاہت اور عدالت میں نہایت مشہور ہین کما فے التقریب وقال العلامۃ ابراہیم الحلبی فے شرح منیۃ المصلے وقدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام فے فتح القدیر وغیرہما روی الطحاوی فی شرح الآثار ثنا یونس بن عبد الاعلے ثنا عبداللہ بن وہب اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبداللہ بن مقسم انہ سئل عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت وجابر بن عبداللہ فقالوا لاتقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوۃ یعنے علامہ ابراہیم حلبی اور قدوۃ الانام کمال الدین بن ہمام فرماتے ہین کہ روایت کی امام ابوجعفر طحاوی نے شرح آثار مین کہ روایت کی ہم سے یونس بن عبدالاعلی نے اور انہون نے عبداللہ بن وہب سے وہ فرماتے ہین کہ خبر دی مجکو حیوۃ بن شریح نے اور وہ روایت کرتے ہین بکر بن عمرو سے اور وہ عبداللہ بن مقسم سے کہ سوال کئی گئی قرارت خلف امام مین عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ پس تینون صاحب نے بالاتفاق فرمایا کہ نہ قرارت کرو پیچھے امام کے کسی نماز مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری قرارت خلف امام جائز نہین آب ثقاہت رواۃ کو ملاحظہ فرمایئے اول یونس بن عبدالاعلی کہ انکی صفت مین علامہ ابن حجر فرماتے ہین ثقۃٌ یعنی نہایت راست گو ہین آور عبداللہ بن وہب کی نسبت ثقۃٌ حافظٌ عابد فرمایا یعنی عبداللہ بن وہب نہایت راستگو حافظ حدیث اور عابد ہین آور حیوۃ بن شریح کو لکھا ثقۃ ثبتٌ فقیہٌ زاہدٌ یعنی حیوۃ بن شریح راستگو ثابت فی العدالت فقیہ زہد و تقوی مین از حد ممتاز ہین آور بکر بن عمرو اور عبداللہ بن مقسم کو ثقۃٌ تحریر فرمایا انتہی ما فے التقریب آور عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ کی بزرگی ظاہر ہی کہ صحابی مشہور و معروف ہین باوجود اسکے اوصاف حمیدہ انکے اوپر بیان ہوئے اور صحیح مسلم مین عطا بن یسار سے مروی ہے انہ سأل زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لاقراءۃ

مَعَ الاِمامِ فِی شَیٍٔ یعنے عطاء بن یسار نے سوال کیا زید بن ثابت سے قرارت کرنے سے ساتھ
امام کے پس فرمایا نہین قرارت ہے ساتھ امام کے کسی شی مین یعنی خواہ نماز سری ہو یا جہری
مگر خلف امام پڑھنا جائز نہین وقال النووی الشافعی فی شرحہ فیستدلُّ بہ ابو حنیفۃ رضی اللہ
عنہ وغیرہ ممن یقولُ لاقِرارۃ علی الماموم فی الصلوٰۃِ سَواءٌ کانت سریۃً او جہریۃً اور فرمایا
علامہ نووی شافعی نے شرح مسلم مین پس دلیل پکڑتی ہے ساتھ اس روایت کے ابو حنیفہ
رضی اللہ عنہ اور سوای اُنکے اُن لوگون نے کہ کہتے ہین نہین قرارت ہے اوپر مقتدی کے نماز
مین مساوی ہے کہ نماز سریہ ہو خواہ جہریہ دروی محمد بن الحسن فے موطاۂ عن سفیان بن
عُیَینۃ عن منصورٍ عن اَبی وائل قال سُئل عبداللّٰہ بن مسعودٍ عن القرارۃِ خلفَ الامام قال
اَنْصِتْ فاِنَّ فی الصلوٰۃِ شغلاً وَیکفیکَ قرارۃُ الامامِ یعنی روایت کی امام محمد رحمۃ اللہ نے
اپنی موطا مین سفیان بن عیینہ سے اور اونہون نے منصور سے اور اونہون نے ابو وائل سے
فرمایا کہ سوال کیگئی عبداللہ بن مسعود قرارت کرنے سے پیچھے امام کے جوابدیا عبداللہ نے
کہ چپ رہ تحقیق نماز مین ایک شغل ہے اور کفایت ہے تجکو قرارت کرنا امام کا انتہی پس سفیان
ابن عیینہ کی ثقاہت اور بزرگی نزدیک حضرت محدثین کے ثابت زیادہ برین نیست کہ
قبل دو برس انتقال کے حافظہ مین فرق آگیا تھا اور کسیوقت تدلیس کرتے تھے مگر روایت
انکی صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین مروی ہے مشاہیر رُواۃ سے ہین اور منصور بن معتمر بن عبداللہ کوفی
ثقہ اور ثابت فی العدالت ہین اور ابو وائل کہ نام انکا شقیق ہے سلمہ اسدی کے بیٹے بھی نہایت
ثقہ ہین کما فی التقریب والآثار وروی محمد فی موطاۂ عن داؤد بن قیس الفراء المدنی قال
اخبرنی بعضُ ولدِ سعد بن ابی وقاص اَنَّ سعداً قال وَدِدْتُ انَّ الذی یَقرءُ خلفَ
الامام فی فیہ جَمْرَۃٌ یعنی اس روایت کو بھی امام محمد نے اپنی موطا مین بروایت داؤد بن
قیس فرار مدنی نقل کیا فرمایا داؤد نے کہ خبر دی مجکو بعض اولاد سعد بن ابی وقاص نے کہ بیشک
سعد نے فرمایا کہ دوست رکھتا ہون مین تحقیق وہ شخص کہ پڑھتا ہے پیچھے امام کے اسکے منہ مین

انکار ہی آگ کے ہوان انتہی پس اس روایت مین اول داود بن قیس فرار مدنی ہین ثقاہت اور
فضیلت مین نہایت ممتاز اور سعد بن ابی وقاص تو عشرہ مبشرہ سی ہین کہ جنکو بشارت جنتی
ہونے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہی انتہی ما فی التقریب وایضا قال محمد نے
موطائہ عن داود بن قیس عن ابن عجلان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لیت فی فم الذی
یقرا خلف الامام حجرا اور اس روایت کو بھی امام محمد نے موطا مین نقل کیا بروایت داود بن
قیس اور انھون نے ابن عجلان سی کہ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش منہ مین اس
شخص کے کہ قرارت کرتا ہی پیچھے امام کے پتھر ہو پس کمال ممانعت آپکے اس کلام سی ثابت ہوئی کہ
جو شخص خلف امام پڑھتا ہی اسکا منہ بند ہو جاے و قرارت نکری ورنہ مخالف فرمان رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور راوی اسکے یعنی داود بن قیس اور ابن عجلان ان دونو صاحب کا
حال اوپر بتفصیل گذرا حاجت اعادہ نہین وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن جابر قال لا یقرأ
خلف الامام ان جہر ولا ان خافت یعنی روایت کی ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین بروایت
جابر بن عبداللہ کے نہ قرارت کری مقتدی خلف امام بہ جہر قرارت کری امام یا باخفا انتہی
خلاصہ یہہ کہ جم غفیر صحابہ کرام نے عدم قرارت خلف امام مین فتوی دیا اور ممانعت بلیغ فرمائی
کما قال العینی فی شرح البخاری قال الطحاوی فہولاء جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد اجمعوا علی ترک القراءۃ خلف الامام وقد وافقہم علی ذلک ما قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مما قد ذکرناہ یعنی امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہین پس یہہ ایک جماعت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق اجماع کیا اوپر ترک قرارت خلف امام کے اور موافق پڑھی ان لوگون کی
ترک قرارت پر وہ بات کہ مروی ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سی یعنی وہ روایت کہ قبل
اسکے ذکر کیا ہم نے انتہی بالجملہ یہہ چند احادیث رسول کریم اور آثار و فتوی ایک جماعت اصحاب
عظیم اس مقام مین مع اسماء الرجال کتب احادیث تصحیح تحریر مین آئی زیادہ تحقیق جن صاحب
کو منظور ہو کتب مذکورہ مین بلا التعصب ملاحظہ فرماوین بخوبی توضیح حاصل ہو جاویگی

اگر کسی صاحب کے ذہن مین یہہ خیال گذرے کہ یہہ آثار صحابہ موضوع اور غیر معتبر ہین قابل استدلال نہین
جواب اسکا یہہ ہے کہ ائمہ محدثین یعنی امام محمد اور امام ابو جعفر طحاوی اور امام ابو بکر بن ابی شیبہ
شیخ بخاری و مسلم اور امام عبد الرزاق اور امام حاکم وغیرہم نے مع صحت رواۃ نقل کیا کمام
اور علمار محققین نے اپنی کتب مولفہ مین آثار مذکور کو حجت پکڑا چنانچہ قدوہ انام کمال الدین
ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور علامہ ابراہیم حلبی نے شرح منیۃ المصلے مین اور شیخ المحدثین
سراج الہند مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان اور
جامع البرکات مین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین اور صاحب تنویر الابصار نی اسکی شرح
منح الغفار مین اور مولانا بحر العلوم نے ارکان اربعہ مین اور مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی
نے تفسیر مظہری مین اور مولوی احمد علی سہارنپوری نے اپنے رسالہ الدلیل القوی علی
ترک القراءۃ للمقتدی مین اور علاوہ انکے اور علمانے بھی آثار مرقوم کو اپنی فتاوی مین استدلال
پکڑا پس اگر یہہ آثار صحابہ کرام غیر معتبر یا موضوع ہوتے تو ایسے ایسے علمار متبحر کہ جنکی تحقیق از عرب
تا عجم مستند ہے کیونکر اختیار کرتے الغرض علمار موصوفین کا اپنی کتب مین آثار مذکور کا داخل
کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو علم حدیث مین انکو کمال تبحر تھا بصحت تمام تحقیق کرکے
اپنی تصانیف مین داخل کیا یا مطلق علم حدیث جانتے نہ تھے جو کچھہ پایا موضوع وغیرہ بھر دیا
پس صورت اول یعنی تحقیق و تبحر فی الحدیث ان حضرات کے تمام علما شاہد و مداح ہین اور ثانی
یعنی عدم تحقیق کا تو کوئی فرد بشر مقر نہو پس لامحالہ ان علمار کا آثار مذکور کو اپنے فتاوی مین
عدم قرارت سورہ فاتحہ خلف الامام پر استدلال لانا کمال صحت پر دلالت کرتا ہے فافہم ولا تکن
من المتعصبین حاصل کلام یہہ ہے کہ مذہب امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خلاصہ
احادیث صحیحہ راجحہ کا ہے لہذا مولانا لکہنوی اپنے رسالہ منع قرارت خلف امام مین لکھتے ہین خلاصہ
اسکا یہہ ہے کہ اکثر قاصران فہم اوپر احاطہ کرنے تمام روایات احادیث کے اور ترجیح دینے
ایک کو اوپر دوسرے کے قدرت نہین رکھتے بعض روایت مرجوحہ یا منسوخہ یا مؤلہ کو مخالف

مذہب حنفیہ کے قرار دیتے ہین یہہ قصور اُنکی تحقیق اور عقل کا ہی نہ قصور مذہب انتہے

فصل چہارم در ادلہ مثبتین مع جواب توضیح وتاویل واضح ہو کہ بڑا استدلال

قارئین خلف الامام کا یہہ ہی کہ فرضیت فاتحہ کی نص قرآنی سی ثابت ہی کہ اللہ تعالی فرماتا

ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جو میسر ہو قرآن سی اور ظاہر ہی کہ اِس آیت

سی مطلق قرارت کی فرضیت ہی فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ اور پڑہنے والا امام ہو یا مقتدی یا تنہا

پہر تخصیص فاتحہ کی بدون مخصص کے ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر یہہ کہو کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا

بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اسکی مخصص ہی تو اِس صورت مین تیسّر نہ رہیگا جو مقصود شارع ہی اور یہہ حدیث

آیت مذکورہ کی مفسر بھی نہین ہو سکتی کیونکہ آیت مین کچہہ ابہام نہین اور یہہ جو نودی نے کہا

ہی کہ فاتحہ اِسلئے مراد ہوئی کہ وہ سہل ہی تو عینی نے اُسکا جواب یہہ دیا کہ سورۂ اخلاص اُس

سی بھی سہلتر ہے پہر فاتحہ کے تیسر کے کیا معنی غرضکہ اِس آیت سی فرضیت فاتحہ ککالنا

زبردستی اور دعوی بلا دلیل ہی پس جب مذکور سی مطلق قرارت کی فرضیت ثابت ہوئی

پس مقتدی پر سی یہہ فرضیت اِس آیت کے نازل ہونے سی ساقط ہوگئی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ

فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا کیونکہ اِسکا نزول نماز ہی کے باب مین ہے اجماعا کذا فی الدلیل القوی لمولوی احمد علی السہا

نفوری اب ہم وہ حدیثین لکہتے ہین کہ جنسی مثبتین پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام فرض واجب بقصو

حدیث اول

کرتے ہین اور محققین حنفیہ رحمہم اللہ نے اُن روایتونکا جواب معقول دیا ہے اَلْاَوَّلُ مَا رَوَاہ

البخاری ومسلم والترمذی عن عبادۃ بن الصامت اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی اول وہ روایت جو بخاری اور مسلم اور ترمذی

مین بروایت عبادۃ بن صامت مروی ہی کہ بیشک رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ

نہین کامل ہوتی نماز اُسکی جسنے نہ قرارت کی سورہ فاتحہ وفی سنن ابی داؤد عن عبادۃ

حدیث

بن الصامت یَبْلُغُ بِہٖ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَاب

فَصَاعِدًا وہکذا رواہ مسلم وفی سنن النسائی عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعداً یعنی سنن ابی داؤد اور مسلم
اور سنن نسائی میں بروایت اُسی عبادہ بن صامت کے جسنے بخاری مسلم میں روایت کیا ہے مروی ہے کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نماز کامل ہوئی اُس شخص کی کہ نہ قرأت کی سورہ فاتحہ
اور علاوہ اوسکی یعنی جبتک سورہ فاتحہ اور اوسکے ساتھہ کچھہ اور نہ پڑہیگا نماز اوسکی کامل نہوگی
پس بظاہر اس حدیث کے موافق قول مثبتین کے علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی مقتدی کو پڑہنا واجب
ہوا اور حال آنکہ یہہ سب روایات امام او منفرد کے حق میں وارد ہوئی ہین نہ مقتدی کیواسطے کیونکہ قرأت
مقتدی بذریعہ امام حاصل ہے اُسکو پھیر مکرر پڑہنے کی کیا حاجت ہے لہذا ابو داؤد اپنی سنن مین بعد
نقل کرنے اس حدیث کے فرماتے ہین قال سفیان لمن یصلی وحدہ یعنی فرمایا سفیان
ابن عیینہ نے کہ یہہ حدیث اُس شخص کی شان مین ارشاد ہوئی جو تنہا نماز پڑہتا ہے اے مسلمانو
غور کرو اس بات کو کہ سفیان ابن عیینہ ایک راوی ہین اس حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ
الکتاب کے جو بخاری اور مسلم مین مروی ہے وہ تو اوسکی معنی بیان فرماتے ہین کہ یہہ حدیث
حکم مین منفرد کے بیان ہوئی پس جو لوگ کہ پڑہنا مقتدی کا خلف امام اس حدیث سے سند
پکڑتے ہین کیونکر مستند ہوگا علاوہ اسکے اس حدیث کی توضیح بروایت جابر بن عبداللہ ظاہر ہے
جو امام مالک اپنی موطا مین اور ابو عیسی ترمذی اپنی سنن ترمذی مین نقل فرماتے ہین عن ابی نعیم
وہب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم
یصل الا وراء الامام یعنی ابو نعیم وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ بیشک اُنہون نے سنا جابر بن عبداللہ
سے وہ فرماتے تھے کہ جسنے پڑھی ایک رکعت اس طریق سے کہ نہ قرأت کی اسمین سورہ فاتحہ
پس نہین کامل ہوئی نماز اُسکی مگر یہہ کہ پیچھے امام کے ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑہنے کا حکم مقتدی کو
نہین ہوا بلکہ امام اور منفرد پر وارد ہوا ہے چنانچہ علامہ زرقانی اسکی شرح مین لکھتے ہین قال
احمد فہذا صحابی تاول قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب علی ما اذا کان
وحدہ نقلہ الترمذی یعنی او کان اماماً لان الاستثناء معیار العموم یعنی فرمایا امام احمد رح نے

پس یہہ صحابی ہین یعنی جابر بن عبداللہ جنہون نے معنی بیان فرمائی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین کامل ہوتی نماز واسطی اُس شخص کے کہ نہ پڑھی سورۂ فاتحہ کہ یہہ حکم اُسوقت ہی کہ جب منفرد ہو نقل کیا اُسکو ترمذی نے یا امام ہو اسواسطی کہ حرف استثنار معیار عموم کا ہی پس حدیث مین جو لفظ مَنْ کا وارد ہوا ہی یہہ عام ہی امام اور منفرد کو اور مقتدی اِس حکم سے علیحدہ ہو گیا و ہکذا فی عزۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابی حنیفۃ و قال العینی نے شرح البخاری فعلیٰ ہذا یکون الحدیث مخصوصًا فی حق المنفرد فلم یبق للشافعیۃ بعد ہذا دعوے العموم یعنی علامہ عینی شرح بخاری شریف مین تحریر فرماتے ہین پس اوپر اِس تحقیق کے یہ حد‍
یعنی بخاری اور مسلم وغیرہ کی جو اوپر نقل کی گئی مخصوص ہو گئی حق منفرد مین پس نہ باقی رہا واسطی شافعیہ کے دعوی عموم کا یعنی لفظ مَنْ کا جو عام تصور کر کے مقتدی کو بھی اُسمین شامل کرتے ہین یہہ دعوی باطل ہو گیا خلاصہ یہہ کہ حظ مقتدی استماع اور انصاف ہی اور قرارت

حدیث

اُسکی موافق حدیث صحیح مَنْ صَلّی خلفَ الامام فانّ قرارۃَ الامام لہ قرارۃٌ سے حاصل ہی جیسا کہ اوپر لکھا گیا پس باوجود حصول قرارت اگر پھر مقتدی قرارت کریگا تو دو قرارت اُسکو حاصل ہونگی فلاجرم ترجیح امام پر مقتدی کو ثابت ہو گی اور یہہ امر شریعت مین غیر معہود ہی جیسا کہ مولانا عبد العلی بحر العلوم ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین بجنسہ عبارت اُسکی اوپر منقول ہی والثانی ما رواہ

حدیث دوم

مسلمٌ وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ صَلّی صلوۃً لم یقرا فیہا بامّ القرآن فہی خداجٌ ثلاثا غیر تمامٍ فقیل لابی ہریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرا بہا فی نفسک دوسری وہ روایت جو مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ قرارت کی اُسمین سورۂ فاتحہ پس وہ نماز ناتمام ہی تین مرتبہ آپ نے فرمایا پس لوگون نے بعد سننے اِس حدیث کے ابو ہریرہ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ جب پیچھے امام کے ہون اُسوقت کیا کرین آپ نے فرمایا اقرا بہا فی نفسک یعنی اُسوقت غور و فکر اپنے دل مین کر اور طبیعت کو اپنی منتشر نکر اور تدبر اُسکے معانی کا کر جس طرح لوگ اِس‍

قول ابوہریرہ سے پڑھنا مقتدی کا ثابت کرتے ہین اُسکا جواب علامہ عینی وغیرہ نے مفصلاً تحریر
فرمایا قال العینی فی شرح البخاری قلتُ ہذا لا یدلُّ علی الوجوب لانّ المأموم مأمورٌ بالانصات
فحینئذٍ یُحمَلُ ذلک علی انّ المراد تدبّر ذلک وتفکرہ انتہی یعنی علامہ عینی شرح البخاری
مین تحریر فرماتے ہین کہ جواب دیتا ہون مین یہہ کہ لفظ نہین دلالت کرتا اوپر وجوب قرارت
مقتدی کے اسواسطے کہ مقتدی مامور بالانصات ہی لیس اسوقت محمول ہوگا یہہ لفظ اوپر اس
امر کے کہ مراد اس سے غور وفکر کرنا ہی قرارت امام کو نہ یہہ کہ زبان سے پڑھو قال الزرقانی
فی شرح الموطا قیل معناہ تدبّرہا اذا سمعتَ الامامَ انْ یقرءہا انتہی یعنی محدث زرقانی شرح
موطا مالک مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض محدثین نے معنی اس لفظ اقرء بہا فی نفسک کو
بیان فرمایا کہ غور وفکر کرنا ہی سورہ فاتحہ کو جسوقت سنی تو امام کو کہ پڑھتا ہی اُسکو وکذا فی
المرقاۃ حاشیۃ المشکوۃ لعلی القاری وفی تیسیر العینین ما رویٰ مسلم عن ابی ہریرۃ وغیرہٗ
لا یدلُّ علی قرارۃ الفاتحۃ علی الامام والماموم بل یدلّ علی وجوب قرارۃ الفاتحۃ علی المنفرد
والامام انتہی یعنی تیسیر العینین مین مرقوم ہی کہ وہ روایت جو مسلم نے ابو ہریرہ وغیرہ سے
روایت کی نہین دلالت کرتی وہ روایت اوپر فرض ہونے قرارت سورہ فاتحہ کے اوپر
امام اور مقتدی کے بلکہ دلالت کرتی ہی اوپر واجب ہونے قرارت فاتحہ کے اوپر منفرد اور
امام کے فقط اور یہی معنی موافق آیہ کلام ربانی اذا قُرِئَ القرآنُ فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم
ترحمون کے مطابقت پاتے ہین والثالث ما رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلعم اُخرُج فنادِ فی المدینۃ انّہ لا صلوۃ الّا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد ولو بفاتحۃ
الکتاب فما زاد یعنی حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلعم نے
کہ جا ہی ابو ہریرہ لیس پکار دے مدینہ مین کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے قرآن کے اگرچہ
سورہ فاتحہ ہو پھر اوسپر کچھہ اور زیادہ کرے پھر مکرر تاکیداً ارشاد کیا اگرچہ سورہ فاتحہ ہو
پھر اوسپر کچھہ اور زیادہ کرے یعنی علاوہ سورۃ فاتحہ کے چند آیہ یا ایک سورہ پڑھے انتہی

وایضا فیه عن ابی ہریرۃ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اُنادی انہ لاصلوۃ الا بقراءۃ
فاتحۃ الکتاب فما زاد یعنی یہہ روایت بھی ابو داؤد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی وہ فرماتے
ہین کہ حکم کیا مجکو رسول خدا صلعم نے یہہ کہ منادی کردون مین کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھہ پڑہنی
سورۃ فاتحہ کے پھر اوسپر کچہہ اور زیادہ کرے یعنی چند آیہ یا ایک سورہ انتہی **فائدہ**
اِن دونون روایتون سے بھی پڑہنا سورہ فاتحہ کا خلف امام ثابت نہین ہوتا بلکہ روایت اول سے
مطلق قرارت قران ثابت ہوتی ہی اگرچہ سورہ فاتحہ ہو پس امام یا منفرد اگر کچہہ بھی قرآن
سے قرارت نکریگا بلاشک نماز نہوگی اور دوسری روایت مین چند احتمالات وارد ہوتے ہین
اول یہہ کہ اگر قرارت فاتحہ کو فرض تصور کیجیے تو آیہ کلام ربانی کے خلاف ہوتا ہی کیونکہ آیہ
فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے قرارت عامہ مراد ہی نہ خاص سورہ فاتحہ اور اگر یہہ کہیے کہ
وجوب قرارت سورہ فاتحہ اس سے مراد ہی تو اوسوقت یہہ کہا جائیگا کہ بلاشک امام اور منفرد
کو پڑھنا سورۃ فاتحہ کا اور اوسکے ساتھہ ایک سورہ یا چند آیا کا پڑہنا بھی واجب ہی چنانچہ
لفظ فما زاد کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ علاوہ سورہ فاتحہ کے بھی چند آیہ یا ایک سورہ کوئی بقدر
ما تیسر من القرآن پڑہی چنانچہ سنن ابی داؤد مین قبل ان دونون روایتون کے جو اوپر مذکور ہوئی
یہ تصریح موجود ہی عن ابی سعید قال امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر یعنی ابو سعید فرماتے
ہین کہ حکم کیے گئی ہم لوگ یہہ کہ پڑہین سورۃ فاتحہ اور اسقدر کہ آسان ہو سوائے فاتحہ کے
پس کاتب الحروف عرض کرتا ہی کہ یہہ حکم تو امام اور منفرد کے حق مین ارشاد ہوا نہ مقتدی
کیواسطے پس کیونکر مثبتین قرارت خلف امام اس سے تصور کرتے ہین الغرض دعوی مثبتین
یعنے قرارت خلف امام اِس سے ثابت نہین ہوتا اگر بالفرض والتسلیم ثابت بھی ہوتا تو یہہ دونو
روایت قابل استدلال نہین کیونکہ ان دونون روایتون مین ایک شخص جعفر بن میمون راوی
ہی اکثر خطا کرتا تھا کما ہو موجود فی التقریب وقال العینی فی شرح البخاری ان جعفر المذکور
فی سندہ ہو جعفر بن میمون فیہ کلام حتی صرح النسائی انہ لیس بثقۃ یعنے فرمایا علامہ

علینی نے شرح بخاری مین کہ بیشک جعفر مذکور بیچ سند اس روایت کے جعفر بن میمون
ہی کہ جسکی صداقت مین محدثین کو کلام ہی یہانتک کہ نسائی نے تصریح کی اس امر مین کہ
وہ غیر ثقہ ہی پس جبکہ ثقاہت اسکی نزدیک محدثین کے ثابت نہوئی تو روایت اسکی کیونکر
قابل احتجاج ہوگی انتہی الرابع ما رواہ ابوداؤد وغیرہ عن عُبادۃ بن الصامت قال
کُنّا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الفجر فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم قلنا نعم یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا یعنی عبادۃ
بن صامت فرماتے ہین کہ تھے ہم لوگ پیچھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز صبح مین
پھر پڑھا رسول خدا صلعم نے پھر گران گذری آپ پر قرارت پس جب فارغ ہوئے نماز سے
فرمایا کہ شاید پڑھتے ہو تم لوگ پیچھے امام اپنے کے عرض کیا لوگون نے کہ ہان یا رسول اللہ
صلعم فرمایا آپ نے نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ پس تحقیق شان یہہ ہے کہ نہین ہوتی نماز اُس
فائدہ
شخص کی کہ جسنے نہ قرارت کی سورہ فاتحہ انتہی **فائدہ** اس مضمون کی سنن ابی داؤد مین
عبادہ بن صامت سے تین روایت مروی ہین اور ہر ایک مین علت ضعف کی موجود ہے
اول مین ایک راوی محمد بن اسحق بن یسار ہی وہ اس روایت کو معنعن بیان کرتا ہی اور
وہ شخص نزدیک محدثین کے مدلس اور قدریہ اور شیعہ ہی کما فی التقریب پس جبکہ راوی
مدلس نے عن عن کرکے روایت کی وہ روایت نزدیک محدثین کے قابل استدلال نہین
کما قال النووی فی شرح المسلم قد اتفقوا علی ان المدلس لا یحتج بعنعنہ یعنی فرمایا
علامہ نووی رح نے شرح مسلم مین کہ اتفاق ہی تمام محدثین کا اوپر اس امر کے کہ
بیشک روایت مدلس کی نہین قابل حجت کے ہوتی جسکو عن عن کرکے روایت کی ہی
وہکذا فی شرح شرح نخبۃ الفکر لملا علی القاری اور دوسری روایت مین ایک راوی
نافع بن محمود بن ربیع انصاری ہی وہ نزدیک محدثین کے نہایت مستور الحال ہے

کما فی التقریب وہکذا فی الدلیل القوی علے ترک القراءۃ للمقتدی اور تیسری روایت مین
(از مولوی احمد علی صاحب ۱۲)
مکحول نے خود عبادہ بن صامت سی روایت کی ہی اور حال یہہ کہ مکحول اور عبادہ سی ملاقات
ہونا ثابت نہین پس چونکہ ہر ایک روایت مین ایک علت موجود ہی لہذا محدثین کے نزدیک
یہہ روایت ضعیف ہی کما قال الزیلعی فی شرح الکنز وحدیث عُبادۃ ضعّفہ احمدُ وجماعۃ "
یعنی حدیث عبادہ بن صامت کی جو اوپر مرقوم ہی ضعیف کہا ہی اسکو احمد ابن حنبل اور ایک جماعۃ
محدثین نے اور علاوہ اسکی ابو ہریرہ نے اسی مضمونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کیا اسمین سورہ فاتحہ کو مطلق ذکر نکیا چنانچہ موطا امام مالک اور مسند امام احمد ابن حنبل اور سنن ابی
داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین وہ حدیث موجود ہی قال ابنُ ماجۃ حدثنا ابو بکر
بن ابی شیبۃ وہشامُ بن عمار قالا ثنا سفیانُ بن عیینہ عن الزہری عن ابن اُکیمۃ قال
سمعتُ ابا ہریرۃ یقولُ صلّی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم باصحابہٖ صلوۃً نظُنّ انّہا الصبح فقال
ہل قرأ منکم من احدٍ قال رجلٌ انا قال انّی اقولُ ما لی انازعُ القرانَ یعنی صاحب سنن ابن
ماجہ فرماتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سی ابو بکر بن ابی شیبہ اور ہشام بن عمار نے فرمایا
دونو صاحب نے کہ حدیث کی ہم سی سفیان بن عیینہ نے اور انہون نے زہری سی روایت کیا اور
زہری نے ابن اکیمہ سی کہا انہون نے کہ سنا مین نے ابو ہریرہ سی فرماتے تہی کہ نماز پڑہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ اصحاب اپنی کے ہمکو گمان ہی کہ وہ نماز صبح تہی پس بعد
فارغ ہونے کے فرمایا آپ نے آیا قرءت کی ہی کسی نے تم لوگون سی عرض کی ایک شخص نے
کہ مین نے قرات کی ہی یا رسول اللہ فرمایا آپ نے بیشک کہتا ہون کہ کیا ہوا مجکو کہ تنازع
کیا جاتا ہون مین یا تنازع کرتا ہون مین قرآن مین انتہی اور رواۃ اسکی تمام ثقاہت اور بزرگی مین مشہور
ہین کما فی التقریب اور تیسیر العینین مین مرقوم ہی اقولُ ولم یُنقل فیہ لفظ الّا بامّ القرانِ فعُلم انّ
لفظ الّا بامّ القرانِ مُدرجٌ فیہ من قولِ عبادۃَ بن الصامتِ او من قول نافع بن الربیع او
المکحول فنافل یعنی فرماتے ہین مولانا بشیر الدین احمد بہاری کہ کہتا ہون مین نہین منقول ہوا

اس حدیث مین لفظ الا بامّ القرآن کا پس جانا گیا کہ بیشک لفظ الا بام القرآن حدیث مین
محفوظ نہین نزدیک ثقات کے پس احتمال کیا گیا کہ ہو لفظ الا بامّ القران کا مدرج اس حدیث
مین قول عبادۃ بن صامت یا قول نافع بن ربیع یا مکحول سے وایضاً فیہ قال الزیلعی فی شرح
الکنز وحدیث عبادۃ ضعفہ احمد وجماعۃ انتہی وان سُلّم صحۃ حدیث عبادۃ علی زعمہم لا نسلم انہ
غیر منسوخ لان ہذا محمول علی الابتداء ثم نسخت بحدیث ابی ہریرۃ لان ابا ہریرۃ متاخر الاسلام
فان قلت القصۃ واحدۃ فلا یکون منسوخاً قلت فحصل المدعی وہو ان لفظ الا بامّ الکتاب لیس
من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من قول عبادۃ او نافع بن محمود او مکحول لان
ابا ہریرۃ لم یذکرہ ہذا اللفظ فثبت ان النہی فی حق قولہ علیہ السلام لا تفعلوا ولا تقرؤا مطلق ای
لا تقرؤا شیئاً من القرآن سراً او جہراً فی وقت قراءۃ الامام سواء جہر الامام او اسر وایضاً یشکل
الاستثناء قولہ تعالی اذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا الایۃ لان الاستماع والانصات
مع قراءۃ الفاتحۃ علی المؤتم محال سواء جہر المؤتم الفاتحۃ او اسر انتہی ما فی التبصیر یعنے یہہ
عبارت بھی تبصیر العینین مین مرقوم ہے کہا زیلعی نے شرح کنز مین کہ حدیث عبادۃ بن صامت
کو ضعیف ثابت کیا امام احمد اور ایک جماعت محدثین نے انتہی اور اگر تسلیم کیجاوے صحت حدیث
عبادۃ بن صامت کی اوپر گمان مثبتین کے تو تسلیم نہین کرینگے ہم کہ وہ غیر منسوخ ہے اس وجہ
سے کہ یہہ محمول ہوگی حدیث اوپر ابتدا کے پہر منسوخ ہوئی وہ ساتھہ حدیث ابی ہریرہ کے
کیونکہ ابو ہریرہ متاخر الاسلام ہین اگر کہے تو کہ یہہ دو نو قصہ یعنی حدیث عبادۃ اور ابو ہریرہ
کا ایک ہے پس حدیث عبادۃ منسوخ نہین جواب دیتا ہون مین کہ اگر دو نو حدیث کا قصہ ایک ہے
پس پہر ادعا حاصل ہے یعنی لفظ الا بامّ الکتاب جو روایت مین عبادۃ کے وارد ہے حدیث رسول
اللہ صلعم سے نہین بلکہ وہ قول عبادۃ یا نافع بن محمود یا مکحول کا ہے اسواسطے کہ ابو ہریرہ نے
نہین ذکر کیا اس لفظ کو پس ثابت ہوا یہہ امر کہ بیشک نہی بیچ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ نکرو یا پڑہو مطلق ہے یعنی نہ پڑہو کوئی شی قران سے پوشیدہ یا جہر بیچ وقت

قرارت امام کے برابر ہی کہ جہر سے قرارت کرے امام یا پوشیدہ اور بھی باطل ہی استثنار الامام الکتاب بقول جناب باری تعالی عز اسمہ اذا قری القرآن الخ اسواسطے کہ استماع اور انصات ساتھ قرارت فاتحہ کے اور مقتدی کے محال ہی مساوی ہی کہ فاتحہ بہ جہر قرارت کرے مقتدی یا خفا انتہی مافی تبصیر العینین وکذا فی صلوۃ المسعودی اور مولوی نذیر حسین صاحب سورجگڈھی اپنے رسالہ منع قرارت خلف الامام مین تحریر فرماتے ہین فلا یصح بہذا الحدیث الاستدلال والاعتماد من جہۃ ضعف الراوی انتہی یعنی نہین صحیح ہی ساتھ اس حدیث کے استدلال اور اعتماد کرنا بسبب ضعف ہونے راوی کے خلاصۃ المرام یہہ کہ احادیث صحیحہ اور روایات مستندہ سے مدعار مثبتین ثابت نہوا بلکہ آیہ کلام ربانی اور حدیث رسول رحمانی اور اقوال و فتاوای اصحاب حبیب یزدانی سے قرارت خلف الامام مین ممانعت اور زجر و توبیخ پائی گئی لہذا حضرات ائمہ مجتہدین یعنی امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح وغیرہم اور جملہ علمار حنفیہ قدما و متاخرین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اپنی کتب مؤلفات متون شروح و فتاوی مین تحریر فرماتے ہین کہ مقتدی خلف امام قرآن نہ پڑھے خواہ سورہ فاتحہ ہو یا علاوہ اوسکے اور جو بعض کتب مین امام محمد سے پڑھنا سورہ فاتحہ کا روایت کرتے ہین حقیقت مین وہ روایت امام محمد علیہ الرحمۃ سے مروی نہین کما فی ارکان الاربعہ من فتح القدیر بلکہ امام موصوف نے اپنی کتاب موطا اور آثار وغیرہ مین روایات ممانعت قرارت خلف امام کو بکثرت نقل فرمایا ہین چنانچہ شامی حاشیہ در المختار مین لکھا ہی حاصلہ ان محمدا قال فی کتابہ الآثار لانری القرارۃ خلف الامام فی شیء من الصلوۃ یجہر فیہ او یسر ودعوی الاحتیاط ممنوعۃ بل الاحتیاط ترک القرارۃ لانہ العمل باقوی الدلیلین پس وہ روایت جو پڑھنے کی بعض کتب مین امام ممدوح کی جانب منسوب ہی محض غیر معتبر قابل استدلال نہین

فصل پنجم در ذکر ترک قرارت خلف امام بعبارات کتب فقہ

واضح ہو کہ چند عبارات کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاوی سے اس مقام مین نقل کیجاتی ہین کہ جس سے عوام الناس کو معلوم ہو کہ ہماری علمار حنفیہ رحمہم اللہ تعالی

جو کتب فقہ مین فتوی درباب عدم قرارت خلف امام تحریر فرمایا بلا اشتباہ ملخص قرآن و حدیث ہی
فی القدوری ولا یقرأ المؤتم خلف الامام یعنی قدوری مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کری مقتدی
پیچھے امام کے وفی کنز الدقائق ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت اور کنز الدقائق مین لکھتی ہین
کہ نہ قرارت کرے مقتدی بلکہ سنی اور چپکا رہی وہکذا فی ملتقی الابحر یعنی ایسا ہی ملتقی الابحر
مین بھی موجود ہی وفی مختصر الوقایہ وینصت المؤتم اور مختصر الوقایہ مین مرقوم ہی کہ چپکا رہے
مقتدی یعنی ہرگز قرارت نکرے کسی نماز مین وفی الدر المختار والمؤتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ
فی السریۃ اتفاقا وما نسب لمحمد ضعیف کما بسطہ الکمال یعنی اور در مختار مین لکھتے ہین کہ
مقتدی قرارت نکرے نہ جہری نماز مین نہ سری مین اور نہ سورہ فاتحہ پڑھے نماز سری مین
بھی باتفاق امام اعظم حضرت ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اور جو قول کہ امام محمد کی
طرف منسوب ہے کہ سری نماز مین مقتدی کو احتیاطا سورہ فاتحہ پڑہنا مستحب ہی وہ محض ضعیف ہی
قابل استدلال نہین چنانچہ اسکو کمال نے مشرح بیان کیا ہی انتہی اور حاشیہ شامیہ کی عبارت
اور پر ہینی بھی نقل کی ہی جسمین قول امام محمد رح کا مندرج ہی فان قرأ کرہ تحریما وتصح فی الاصح
یعنی پس اگر مقتدی پڑہیگا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوگا اور نماز ہو جاویگی یہہ قول صحیح تر کے
وفی درر البحار عن مبسوط خواہر زادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وہو مروی عن عدۃ من الصحابۃ
فالمنع احوط اور درر البحار مین مبسوط خواہر زادہ سی منقول ہی کہ امام کے پیچھے قرارت کرنے
سی نماز فاسد ہوتی ہی اور پڑہنے والا فاسق ہوتا ہی اور قرارت کا ممنوع ہونا کتنے صحابہ کرام
سی مروی ہی پس ترک قرارت مین احتیاط ہی **فائدہ** حاشیہ شامیہ مین لکھتی ہین کہ
خزائن اور کافی مین ہی کہ منع کرنا مقتدی کو قرارت سی ماثور ہی اسی نفر اصحاب کبار سی
جنمین حضرت علی مرتضی اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہم اجمعین ہین انتہی بل یستمع اذا جہر وینصت اذا اسر لقول ابی ہریرۃ رضی
اللہ عنہ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا انتہے

ما فی الدر المختار یعنی بلکہ مقتدی امام کو سنی جب وہ بلند پڑھے اور چپ رہی جب آہستہ
پڑھے واسطے قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم لوگ پیچھے امام کے پڑھا کرتے تھے پس یہہ
حکم خدا نازل ہوا کہ جب قرآن پڑہا جاوی نماز مین تو سنو اوسکو اور چپ رہو تمام ہوئی عبارت
در مختار کی وفی جامع الرموز یسکت المؤتم سواء کان مدرکا او لاحقا او مسبوقا وفیہ اشارۃ
الی انہ یکرہ القراءۃ خلف الامام وعن الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلہم علی انہ لا یقرأ خلف
الامام کما فی الکرمانی انتہی یعنی جامع رموز مین مرقوم ہی کہ سکوت کری مقتدی مساوی ہے
کہ مدرک ہو یا لاحق یا مسبوق اور اسمین اشارہ ہی اسجانب کہ بیشک مکروہ ہی پڑھنا پیچھے امام
کے اور شعبی کہ نام انکا عامر بن شراحیل ہی نہایت جلیل القدر تابعین سی ہین وہ فرماتے
ہین کہ ملاقات کی مین نے ستر اصحاب بدر سی وہ سب متفق اوپر اس امر کے تھے کہ نہ قرارت کری
پیچھے امام کے جیسا کہ کرمانی مین موجود ہی ختم ہوا مضمون جامع رموز کا **فائدہ**
فضیلت شعبی تابعی کی علامہ ابن حجر تقریب مین تحریر فرماتے ہین عامر بن شراحیل الشعبی بفتح
المعجمۃ ابو عمرو ثقۃ مشہور فقیہ فاضل من الثالثۃ قال مکحول ما رایت افقہ منہ مات بعد
المائۃ انتہی یعنی عامر بن شراحیل شعبی بفتح شین کنیت انکی ابو عمرو ہی ثقاہت مین نہایت
مشہور فقیہ اور فاضل ہین طبقہ سوم سی کہا مکحول نے کہ نہین دیکھا مین نے فقیہ زیادہ ان سے
کی انکا انتقال کیا بعد سنہ ایکسو ہجری کے فقط وفی الہدایۃ ولا یقرأ المؤتم خلف الامام
خلافا للشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القراءۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ولنا قولہ علیہ
السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ وہو رکن مشترک
بینہما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیہ السلام واذا قرأ فانصتوا انتہی
یعنی ہدایہ مین مرقوم ہی کہ نہ قرارت کرے مقتدی پیچھے امام کے بخلاف امام شافعی کے سورہ
فاتحہ مین کہ انکے نزدیک قرارت ایک رکن ہی ارکان نماز سی پس شریک ہونگے امام اور
مقتدی اس رکن مین اور دلیل ہماری علماء حنفیہ کی قول رسول اللہ صلعم ہی کہ فرمایا

آپ نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت امام کی واسطے اُسکی قرارت ہی یعنی پڑھنا امام
کا عین پڑہنا مقتدی کا ہی اور اسی پر اجماع ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہی قرارت
رکن مشترک بھی ہی درمیان امام اور مقتدی کے لیکن حصہ مقتدی کا چپ رہنا اور سُننا ہی فرمایا
رسول خدا نے جسوقت قرارت کری امام پس چپ رہو فقط و فی شرح الوقایہ ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت قال اللہ
تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا وقال عم اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا وقال
علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وقال علیہ السلام مالی انازع فی القرآن سکوت
الامام لیقرأ المؤتم قلب الموضوع انتہی یعنی شرح وقایہ مین مرقوم ہی اور نہ قرارت کری مقتدی
بلکہ سُنی اور چپ رہی فرمایا اللہ جلشانہ نے اور جسوقت پڑہا جاوی قرآن پس سنو اُسکو اور چپ
رہو اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جب اللہ اکبر کہے امام پس تم سب اللہ اکبر کہو اور جب قرارت
کری امام پس چپکے رہو اور فرمایا آنحضرت صلعم نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکے امام پس قرارت
امام کی عین قرارت اُسکی ہی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا ہوا مجکو کہ تنازع کرتا ہون مین یا
تنازع کیا جاتا ہون مین قرآن مین اور چپ رہنا امام کا تاکہ پڑھے مقتدی یہہ قلب موضوع ہی اور
اوسکے حاشیہ چلپی مین لکھتی ہین **قولہ** وسکوت الامام جواب سوال مقدر تقدیرہ لم لا یجوز
ان یکون انتفاء المنازعۃ لسکوت الامام لیقرأ المؤتم فاجاب بان الشارع وضع الامام لیقرأ
ویسکت المؤتم فاذا قلب وجد قلب الموضوع انتہی یعنی جو صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ
چپ رہنا امام کا تاکہ پڑہی مقتدی یہہ جواب ہی ایک سوال مقدر کا وہ سوال یہہ ہی کہ کیونکر نہین
جائز ہی یہہ امر کہ ہو نفی منازعت کی بسبب سکوت کرنے امام کے تاکہ پڑھے مقتدی یعنی اگر
امام اتنی دیر چپ رہی کہ مقتدی الحمد پڑہ لے تب بھی منازعت نہو گی پس جواب دیا صاحب
شرح وقایہ نے باینطور کہ شارع نے مقرر کیا امام کو تاکہ قرارت کرے اور چپکا کھڑا رہی مقتدی
پس جبکہ برعکس اسکے کیا یعنی مقتدی نے قرارت کی اور امام نے سکوت کیا تو پایا گیا برعکس
مقرر کیے گئی کے فقط اور فی فتاوی السراج المنیر بگرہ و قراءۃ المقتدی خلف الامام هو الاصح

فانہ تفسد الصلوٰۃ عند عدۃ من الصحابۃ انتہی یعنے فتاوی سراج المنیر مین لکھتے ہین کہ مکروہ ہی قرارت کرنا مقتدی کو پیچھے امام کے یہی قول اصح ہی پس تحقیق شان یہہ ہی کہ فاسد ہوتی ہی نماز نزدیک کتنے اصحاب کے وفی السراجیۃ قرارۃ المقتدی خلف الامام خطاءٌ یعنے فتاوی سراجیہ مین مرقوم ہی کہ قرارت کرنا مقتدی کو پیچھے امام کے گناہ ہی وکذا فے القاضی خان یعنی اور ایسا ہی فتاوی قاضی خان مین موجود ہی آور قاضی ثناء اللہ پانی پتی

ف از فتاوی قاضی خان ۱۲

اپنی کتاب مالابد منہ مین لکھتی ہین کہ نزد امام اعظم رح مقتدی را قرارت حرام ست یعنی مقتدی کو قرآن پڑھنا پیچھے امام کے موافق تحقیق اعظم رح کے حرام ہی آور مجموعہ سلطانی کہ بعہد سلطان محمود بن سبکتگین تمام علماء سلطنت نے متفق ہوکر جمع کیا اُسکو عرصہ قریب نو سو برس کے ہوا اسمین لکھتی ہین

سوال مقتدی را فاتحہ خواندن شاید یا نہ **جواب** نہ یعنی اسمین اول سوال کیا کہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھی یا نہین بعد ازان جواب دیا کہ نہین آور فتاوی بربنہ او صلوٰۃ مسعودی مین بھی بہت شرح و بسط کے ساتھہ ادلہ علماء حنفیہ کو تحریر فرمایا ملخص اُسکا یہہ ہی کہ جمیع علماء محققین حنفیہ

ف از مجموعہ سلطانی و صلوٰۃ مسعودی ۱۲

کے نزدیک قرارت خلف امام ثابت نہین الغرض اسی طرح سے تمام کتب حنفیہ قدیمہ اور جدیدہ مین موجود ہی اور اسی پر عمل اور فتوی اکثر مشاہیر صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین یعنی حضرت ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد اور جملہ علماء حنفیہ دام اللہ فیضہم الی یوم الدین کا آجتک با تواتر معمول چلا آیا پس مقلدین حنفیہ کو چاہئی کہ اثبات مین اسقدر واسطی سائلین کے کافی ہی اور زیادہ تحقیق بشرح تمام کتب مین موجود ہی من شاء فلینظر الیہا اللّٰہم ثبتنا علی طریق الحق والیقین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵ تمت الرسالۃ بعون اللہ الملک العزیز العلام فے اواخر ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۲ ہجری علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام ؞ ؞ ؞

ف الغرض الخ

محمد احسن عفی عنہ ۱۲۷۹ھ

محمد اسمٰعیل ۱۲

اجاب فاصاب وافاد فاجاد
محمد احسن الصدیقی النانوتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتا ہی فقیر حقیر محمد رضا علی بن مفتی مولوی سبحان علی بن مولوی مفتی محمد ابراہیم بن ملا محمد عمر البنارسی الفاروقی الحنفی القادری النقشبندی المجددی فقیر نے اس رسالہ درۃ النظام کو اول سے آخر تک دیکھا فی الحقیقۃ جو کچھہ کہ اسمین مرقوم ہی صحیح اور درست ہی موافق تحقیق ہماری علمائے حنفیہ کے سلف سے آجتک ہم مقلدین احناف کو لازم ہی کہ اس مسئلہ محققہ مین ہرگز سخن غیر مقلدین کا جو خلط ملط مذہب مین کرتے ہین سنین اور طریقہ مسلوکہ سلفا و خلفا پر قائم رہین اور یہہ مسئلہ زمانہ صحابہ اور تابعین سے آجتک بہت اچھی طرح جھن چکا ہی اسمین کچھہ حاجت تنقیح اور تحقیق جدید کی نہین اور مسلمان بھائی اس مسئلہ مین وسوسون کے کسی بہکانیوالے کے نہ آئین اور اپنے اعتقاد اور ایمان کو سلامت رکھین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ؕ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؁

تاریخ کرد چون تالیف این درالنظام   خالصا از بہر نفع خاص و عام

حافظ اسمعیل صالح نیکنام   نام تاریخش مرغوب دلی ۱۲۹۲ھ

فاضل و واعظ طبیب بیمثال   بار ضا گفت ہاتف شیرین کلام

ای محمد رضا علی ۱۲

مہر مولوی رضا علی ۱۲۷۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد امانت اللہ ابن حضرت مولانا محمد فصیح الغازیپوری نے اس رسالہ درۃ النظام کو بنظر غور و تامل دیکھا مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب کی تحقیق لازوال پرجمال محفوظ عن الآریب تحقیق مسئلہ اسیکا نام ہی صاحب بصیرت کو بلاشک در نظام ہی ہر ہر حدیث اسکی در شاہوار ہی روات کی تحقیق بران مستزاد ہی حقیقت یہہ ہی کہ عنوان تحریر بہت مرغوب شائستگی عبارت سے نافہم مرغوب ہی آج بھائی مسلمانو آنکھہ کھولکر دیکھو اس ہندوستان مین دو چار کتاب پڑھکر نئے نئے مسئلے نکالتے ہین اور لوگ نافہم دو چار جو اونکی پیروی کرتے ہین تو ابو حنیفۂ وقت بننے کا قصد ہوتا ہی نعوذ باللہ

من ذلک - فقیر مژدہ دیتا ہی برادران اہل اسلام کو کہ یہہ رسالہ آدِلّہ و براہین سی بھرا ہوا بہت
خوب مرغوب دلی ہر مسلمان کا ہی اللہ تعالی سب بھائی مسلمانونکو راہ راست نصیب فرماوے اور اسی طریقہ اسلم
ہم سب بہائی مسلمانونکو چلاوے آمین یارب العالمین ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وہو
حسبی ونعم الوکیل ۔ فقیر محمد امانت اللہ فصیحی عفی عنہ

محمد امانت اللہ عفی عنہ ۱۲۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ رسالہ درۃ النظام نہایت صحیح اور درست ہی عدم قرارت خلف الامام مین الیسار رسالہ مفصل اور
جامع دیکہنی مین نہین آیا مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب نے اس مسئلہ کے استدلال مین کوشش بلیغ
فرماکے راہ راست ظاہر کی ہے الحق یعلو ولا یعلی فقط

سید عبد اللہ ۱۲۹۰

ملخص عبارت استفتاء سابق

جو کہ ۱۲۵۶ ہجری مین لکھا تھا مع تصویب تقریر و مواہیر علماء دہلی کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ پڑہنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کو پیچھے امام کے موافق
تحقیق حضرت امام ابو حنیفہ رح اور علماء حنیفہ رح کے ثابت ہی یا نہین کتب معتبرہ سی بیان فرماوین ۔
الجواب صورت مذکورہ مین حنفی کو سورہ فاتحہ خلف امام پڑہنا حسب تحقیق حضرت امامنا و مقتدانا
امام اعظم فخر عالم حضرت ابو حنیفہ کوفی رح اور تمام علماء حنفیہ رح کے مکروہ تحریمی ہی کما صرح بہ فی الکتب
من المتون والشروح والفتاوی وفی الدر المختار والموتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا
وما نسب لمحمد رح ضعیف کما بسطہ الکمال فان قرء کرہ تحریما الخ وہکذا فی جامع الرموز وشرح الوقایۃ
والہدایۃ وشرح المشکوۃ للشیخ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ تعالی وغیرہا الی آخر الفتوی ۔ وہو العلیم الخبیر
وہو حسبی ونعم الوکیل کتبہ العبد الذلیل محمد اسمعیل البنارسی عفی عنہ ذنبہ من اجاب فقد اصاب

محمد شاہ ۱۲۴۷ھ

محمد اسمعیل ۱۲۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلم ان دلائل لامنا الاعظم فی عدم قرارۃ الفاتحۃ ظاہرۃ وباہرۃ وموثقۃ لمن لہ بصیرۃ فی الدین

وجواب ہذا صحیح ست لاریب فیہ عن عطا بن یسار انہ سأل زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شیٔ رواہ مسلم فی باب سجود السہو ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب ہذا صحیح ودرست است ومولوی نذیر حسین صاحب در رسالہ منع قرارت خلف امام مؤلفہ خود کہ مسودہ اش دستخطی اوشان نزد فقیر موجود است مینویسند اعلم ان قراءۃ الفاتحۃ فی حق المنفرد والامام واجب اما فی حق المؤتم فممنوع عند الحنفیۃ ذوی الافہام وتمسکہم بہذا المرام ما روی من الصحابۃ الکرام مثل جابر بن عبد اللہ و ابن عباس وابن عمر وابی ہریرۃ وابی سعید الخدری وانس بن مالک وعمر بن الخطاب وزید بن ثابت وابن مسعود وعلی رض وغیرہم من ہؤلاء العظام کما قال العینی فی شرح صحیح البخاری وغیرہ انہ قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ منہم المرتضی والعبادلۃ الثلاثۃ واسامیہم عند اہل الحدیث والآثار وکذا قال الشیخ یعقوب فی خیر الجاری والملا عابد المدینی فی المواہب المنیفۃ قال مالک فی موطائہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل ہل یقرأ خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان عبد اللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام واخرج الطحاوی فی مشکل الآثار ومعانی الآثار عن عبد اللہ بن مقسم انہ سأل ابن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیٔ من الصلوۃ وروی البیہقی فی سنن الکبری ومحمد بن الحسن الشیبانی فی موطا عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف الامام قال انصت فان فی الصلوۃ لشغلا وسیکفیک ذلک الامام وفی روایۃ للبیہقی عن ابن عمر انہ کان یقول من صلی وراء الامام کفاہ قراءۃ الامام وقال البیہقی بعد ہذا ہو الصحیح یعنی عن ابن عمر وسئل زید بن ثابت عن القرءۃ مع الامام قال لا تقرأ وفی روایۃ عنہ من قرأ وراء الامام فلا صلوۃ لہ ہذا ما روی البیہقی فی سنن الکبری من شک فلینظر فیہ واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن زید بن ثابت رض قال من قرأ خلف الامام فلا

صلوة له وعن ابن ابی لیلی عن علی رض قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة وعن لید بن قیس هو
من الثقات کما فی کتب اسماء الرجال قال سألت سویدًا أقرأ خلف الامام فی الظهر والعصر قال لا وکان
سوید لا یقرأ خلف الامام انتهی وقال فی موضع آخر وما روی عبادة بن الصامت الدارقطنی وغیرهما
بلفظ لا تجزی الصلوة لمن لا یقرأ بفاتحة الکتاب فجوابه بوجوه شتی الاول ان مستثنا هذا الحدیث
محذوف ای لا صلوة لمن لا یقرأ بفاتحة الکتاب الا ان یکون وراء الامام بکذا قال جابر بن عبد الله
رواه البیهقی فی السنن الکبری وصححه من شاء فلینظر فیه والوجه الثانی انه لیس فی شیء من الاحادیث
بیان القراءة خلف الامام الا ما اخرجه ابن حبان من حدیث ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلعم
لا تجزی صلوة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب قلت وان کنت خلف الامام قال فاخذ بیدی قال
اقرأ فی نفسک فیضاده دلیل عارضه ما رواه السفیانان ابن منیع فی مسنده والامام کما تقدم لوجه التمام
فسقط الاحتجاج بما رواه ابن حبان لان حدیث الامام مرجح علیه باعتبار درجة الامام بالاحترام
والسند العالی المقام والوجه الثالث ان حدیث عبادة بن الصامت محتج به الخصم مع ان احد
راویه محمد بن اسحق بن یسار مدلس رمی بالقدر والتشیع کما قال صاحب التقریب هو غیر ثقة بالاتفاق
بل عند البعض مجروح کما قال العینی فی شرح الهدایة والشیخ عبد الحق فی تکملة اسماء الرجال علی المشکوة
وثبت عند جمیع المحدثین ان المدلس غیر الثقة اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثه فلا یصح بهذا
الحدیث الاستدلال والاعتماد من جهة ضعف الراوی وما رواه ابن عدی من حدیث عمران بن
حصین رض قال سمعت النبی صلعم لا تجزی صلوة لا یقرأ فیها بفاتحة الکتاب وآیتین فصاعدا ففیه
عمرو بن یزید الراوی قال ابن عدی هو ضعیف منکر الحدیث وقس علی هذا الطرق الاخری الی
آخرها فی الرسالة المذکورة والله اعلم بالصواب ۵ حرره محمد ضیاء الدین

الجواب صحیح

الجواب صحیح

ضیاء الدین احمد
فقیر خواجه
١٢٦١

[illegible]

[illegible]

المجیب مصیب | جواب صحیح است | الجواب صحیح | جواب صحیح است ابلا ریب | الجواب صحیح

سبحان بخش ۱۲۶۵ | العبد محمد ابراہیم | عبد ربہ محمد سعید ۱۲۸۴ | العبد احمد حسن | محمد تقی خان ۱۲

اصاب من اجاب | الجواب صحیح | الجواب صحیح | الجواب صحیح

عبد القادر محمد ۱۲۸۴ | محمد منصور علی ۱۲۸۳ | محمد عبد الرب ۱۲۶۷ | محمد رشید الدین خان ۱۲۸۱

محمد سدید الدین

۱۲۲۶
سید محمد رحمت علیخان بہادر میر عدل مفتی
ضیاء الفقہاء مفتی عدالت العالیہ سلطانی
محمد یوسف علیخان بہادر ابن سراج العلماء مفتی
سعید الدولہ عزیز الملک سید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق یہہ رسالہ درۃ النظام بالکہ من جمیع الوجوہ احسن الکلام ہی اول سی آخر تک دیکھا نہایت خوش عنوانی ونہایت حسن بیانی کے ساتھہ مرتب ہوا اور جو کچھہ درباب مسئلہ متنازعہ فیہا اس رسالہ مین مندرج ہی نہایت صحیح و درست ہی اہل ایمان کو لائق ہی کہ اسکو بطور تحصیل کے سبق سبق پڑہکر جو لوگ حرف شناس نہون اپنے دوستون آشناؤن عزیزونکو سمجھاوین کیونکہ اسی نظر سی مؤلف سلمہ اللہ تعالی نے عبارت اردو نہایت سہل عام فہم مین تحریر فرمایا ہے ۵ العبد الفقیر والحقیر کثیر التقصیر محمد بدر الدین بن مولانا محمد معین الدین المکی المشہور بہ الدہلوی البنارسی الجونفوری الشمس فوری ❊

محمد بدر الدین ماتریدی صدیقی ۱۲۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی اسمعیل صاحب نے جواب بہت صحیح و حق لکھا ع خاموشی از ثنار توحدِ ثنار تو ؛ جزاہ اللہ خیرا
العبد علی اشرفخان خلف مولانا المولوی خادم حسینخان رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حافظ مولوی اسمعیل صاحب نے درحقیقت بہت شرح وبسط کے ساتھہ بروایات معتبرہ وتحقیقات کافیہ کے اِس رسالہ کو تحریر فرمایا صحیح و درست ہی اور غالب ہی کہ انکی یہہ سعی مشکور مسلمانونکی ہدایت کو کافی ہوا اور فی الواقع سورۂ فاتحہ پڑھنا مقتدی کو امام کے پیچھے کسیطرح جائز نہیں ہی اور تمام علمار حنفیہ بالاتفاق والاجماع اسکی ممانعت کرتے آئی ہین امام ابحنیفہ رح کے زمانہ سی اتبک اور قبل امام ابحنیفہ رض کے اتفاق و اجماع صحابہ کا بھی ممانعت قرءۃ فاتحہ خلف الامام پر ثابت ہی اور اِس ممانعت پر کتاب و سنت و اجماع و قاعدہ اصول چارون دلیلین موجود ہین فقط واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب ؏

العبد الضعیف الفقیر الراجی الی رحمۃ ذی القوی و المنن محمد المدعو بہ قطب الدین الحنفی مسلکا القادری طریقۃ الکہنوی موطنا غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ؛ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قد رأیت ہذہ الرسالۃ الانیقۃ التی حررہا الشفیق الخلیل اللوذعی الالمعی الحافظ المولوی محمد اسمعیل البنارسی من اولہ الی اٰخرہ حرفا حرفا فوجدت مملوا بالصدق والصواب. واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ؏ کتبہ ابوالامجد المدعو بمحمد عبد الصمد عفی عنہ وذنبہ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حامدا ومصلیا ومسلما اما بعد فیقول العبد الضعیف محمد عارف بن قاضی امیر اللہ الفیشاوری وطنا والجعفری نسبا والحنفی مذہبا والقادری مشربا اذا وصلت ہذہ الرسالۃ الیّ من تصنیف المولوی الحافظ محمد اسمعیل البنارسی ادام اللہ فیوضہ والقاہ وسالے المدارج العالیۃ رقاہ حین الاقامۃ فی بلدۃ تدعی لغازیفور افاض اللہ علی اہلہا السرور رأیتہا کالدرر وقد کشفت الظلمۃ بین الاخوان بعون الملک المنعام ؏

عفی عنہ
۱۲ محمد عارف ۱۲

[Left margin, vertical:] ای الرسالہ ۱۲

[Right margin, vertical handwriting:] [illegible] یا ایہا الذین آمنوا [illegible] غلام [illegible] عفی عنہ [illegible]